فاصلے

ازقلم حرا زیدی

مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کردیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کردی جائے گی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com
WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

پہلا باب

کلاس میں اساتذہ کے لیے رکھے اس ڈیسک پر تین مرتبہ بورڈ مارکر کا سرا مار کر اس نے ان طلبہ کی توجہ حاصل کرنی چاہی تھی۔ پانچ فٹ چار انچ قد پر وہ چار انچ کی ہیل پہنے عام لڑکیوں کی نسبت لمبی لگ رہی تھی۔ مگر اس کے چہرے کے تاثرات سے کسی معصوم لڑکی کا گمان ہوتا تھا۔ کلاس میں ہر جانب نظریں گھما کر اس نے کسی کو تلاشنا چاہا تھا مگر ناکام ہوتی نظروں نے سامنے پڑے کاغذ پر وہ نام ڈھونڈا تھا۔ جو اسے چوتھے لائن میں ہی نظر آگیا۔ اور کوئی دیکھتا تو بس اس کی آنکھیں ذرا سا مسکرائی تھیں۔ مگر چہرہ ویسا ہی سپاٹ تھا۔

Visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس سمسٹر میں آپ کو اور آپ کے مارننگ بیچ کی کلاس کو پراگرامنگ میں پڑھا رہی ہوں۔ اسی لیے میرے خیال سے آج تعارف ہو جانا چاہیے۔"طلبہ کو متوجہ نا دیکھ کر اس نے سنجیدگی سے بھرپور اونچی آواز میں کہا تھا۔ اور کلاس میں موجود سب طلبہ نے سر اٹھا کر اسے اوپر سے نیچے تک گھورا تھا۔ اور پھر اپنے کام میں لگ گئے تھے۔

"بس کلاس کا سی آر سب سے پہلے آکر اس کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ "میم یسریٰ؟ اس کے استفہامیہ انداز پر وہ بس سر کو ذرا سی جنبش دے گئی۔ صرف وہی تھا جو اس وقت سنجیدہ تھا۔ کچھ لڑکیوں کے چہرے پر استہزائیہ تاثر تھا جبکہ پچھلی نشستوں پر بیٹھے لڑکے خاصی دلچسپی سے کلاس میں وارد ہوئی اس نئی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔ جو خود کو استانی ظاہر کر رہی تھی۔ اور ناک پر اپنے چہرے سے بڑا

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

چشمہ چڑھائے رعب دار نظر آنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ چہرے کے تاثرات خاصے معصومیت سے بھرپور تھے۔

نووارد لڑکی کے اطمینان میں اگرچہ کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

میم آپ سچ کہہ رہی ہیں نا۔ "پچھلی نشست سے ایک شرارت سے بھرپور آواز آئی تھی۔ اس نے چشمہ ٹھیک کرتے ہوئے پیچھے بیٹھے امان جہانگیر کو گھورا تھا۔ جو اب کہہ رہا تھا۔ "اگر یہ کوئی پرینک ہے تو آپ کو بتا دوں میم کہ ہم لوگ ساتویں سیمسٹر میں ہیں۔ پہلے سیمسٹر کی کلاس ساتھ والی ہے۔"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کا لہجہ مزاح سے بھرپور تھا۔ پوری کلاس کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ آئی تھی۔ مگر اس لڑکی کے چہرے کی سنجیدگی میں اب بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ اور کرختگی ظاہر کرنے کے چکر میں وہ مزید معصوم لگنے لگی تھی۔ لیکن دو ٹوک جواب

"لازماً دیا تھا۔ "معلوم نہیں تھا مجھے کہ آپ کو بھی اپائنٹمنٹ لیٹر دکھانا لازمی ہے اس کے استہزاء سے بھرپور جواب پر اب تو لڑکیاں بھی متوجہ ہو چکی تھی۔ اور امان نے کھسیا کر خاموش ہونا بہتر سمجھا تھا۔ جبھی کوئی کلاس میں داخل ہوا۔

آنے والے نے ایک نظر حیرت سے ڈیسک کے پاس کھڑی لڑکی کو دیکھا تھا اور دوسری نظر اٹھانے کے قابل وہ نہیں رہا تھا۔ نظر جھکا کر وہ سب سے پچھلی نشست پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ اور سب ہی نے انتہائی حیرت سے آنے والے کی خاموشی دیکھی تھی۔ وہ نو وارد انسان امان کی عزت ہوتے دیکھ چکا تھا شاید۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس لڑکی کے چہرے پر اب ہلکی مسکراہٹ نے چھب دکھلائی تھی۔ جو فوراً ہی معدوم ہوئی تھی۔ اور اب وہاں پہلے سے بڑھ کر سنجیدگی تھی۔

ویل آپ کی تعداد پینتیس ہے۔ "وہ کاغذ جس پر پوری کلاس کے طلبہ کے نام اور رولنمبر کی تفصیل درج تھی اس کے سامنے تھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑ کر اس کاغذ پر ایک نظر ڈالتے سامنے کلاس کی جانب متوجہ ہو کر اسی سنجیدگی سے کہا تھا۔

جس میں سے مجھے کم و بیش بیس چہرے دکھ رہے ہیں۔ آپ ہی کا آج تعارف لیتے ہیں باقاعدہ پڑھائی ہم کل سے شروع کریں گے۔ "اب کہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بھرپور طنز تمام طلبہ کے گوش گزار کیا تھا۔ اور اس کلاس پر اثر ہو جاتا تو کیا ہی بات تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

دائیں جانب سے آپ شروع کریں پلیز "دائیں جانب پہلی صف میں بیٹھی فائقہ سلیم کی جانب اشارہ کرتے اب وہ اس ڈیسک سے ہٹ کر کلاس کے شروع میں پڑی ایک خالی کرسی گھسیٹ کر اس پر تسلی سے براجمان ہوئی تھی۔ اور ان سب

کے نام بہت غور سے سنتے اس نے پڑھائی کے متعلق مختلف سوالات بھی پوچھ ڈالے تھے۔

سب سے آخر میں وہ کھڑا ہوا تھا۔ "حازم مہتاب "یک لفظی تعارف دیتا ایکسکیوز می کہہ کر وہ اسی طرح نظریں جھکائے کلاس سے نکل گیا تھا۔

اس کے چہرے کے تاثرات اب سپاٹ ہوئے تھے۔کرسی سے کھڑے ہوتے وہ "وائٹ بورڈ جلی حروف میں اپنا نام لکھ رہی تھی۔ "یسریٰ قاسم علوی

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

میرے نام کے علاوہ میرا نہیں خیال میری طرف سے کسی تعارف کی کوئی خاص ضرورت ہے۔

بورڈ مارکر بند کرتے اب اس نے ہلکا سا مسکرا کر کلاس کو دیکھا تھا۔ سر پر پہنا نیلا ڈوپٹہ اب کندھوں پر آگیا تھا۔ چاکلیٹ براؤن بال صبح کی طرح ہی کیچر میں مقید

تھے۔ وہ کلاس جو اس کی مسکراہٹ میں کھوئی تھی اس کی اگلی ہی بات پر حواسوں میں لوٹی تھی۔ "پراگرامنگ کے حوالے سے آپ سب نے تین سے پانچ صفحوں پر مشتمل ایک اسائمنٹ کل میرے آنے سے پہلے اس ڈیسک پر موجود رکھنی ہے۔

اور اگر پینتیس کاپیاں یہاں نا ہوئیں تو پوری کلاس کے سیشنل تین نمبر کٹ جائیں گے۔ اور اس سیمسٹر میں آنے والی ہر اسائمنٹ کے لیے اسی طرح تین یا چار نمبر مختص رکھے جائیں گے۔ "مسکراتے لہجے میں کہتے اس کی آنکھیں بالکل سنجیدہ تھی۔ اور ان میں موجود تنبیہ ان تمام طلبہ کے لیے کافی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اگلی صف میں بیٹھی ارم نواز بولی تھی۔ "پر میم جنھوں نے اسائمنٹ بنائی ہے ان کا کیا قصور ہے؟ "اس کا انداز جھنجھلاہٹ سے بھرپور تھا۔ آنکھوں پر چشمہ لگائے موٹی سی کتاب سامنے کھولے وہ شاید کلاس کے تھیٹوں میں ایک تھی۔ جس پر یسریٰ کے چہرے پر ایک مسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا۔ "آپ کا قصور یہ ہے بچے کہ

آپ لوگوں نے ایک کسان اور اس کے چار بیٹوں والی کہانی پڑھی تو بہت مرتبہ ہوئی ہے اس پر عمل کرنا ترک کر چکے ہیں۔ اب میں چلتی ہوں کل ملاقات ہو گی انشاء اللہ "قدرے سنجیدگی سے کہتی اب وہ کلاس سے باہر جا رہی تھی۔ اور اس کے اس انداز پر پیچھے بیٹھے تمام طلبہ عش عش کر اٹھے تھے۔

اس کے جاتے ہی سی آر کے ہاتھوں میں موجود فون میں حرکت ہوئی تھی۔ جہاں پوری کلاس میں یہ نئی میم چڑیل کے نام سے مشہور ہوئی تھی۔ وہیں کل تمام طلبہ کو اس کی کلاس میں حاضری دینے کا کہا گیا تھا۔ جن طلبہ کا کل آنا ناممکن تھا ان کے اسائمنٹس کی ذمہ داری کچھ قابل طلبہ کو دے دی گئی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ایک بات جو یسریٰ نہیں جانتی تھی وہ یہ کہ اس کلاس کو واقعی کسان اور اس کے چار بیٹوں والی کہانی نا صرف ازبر تھی بلکہ وہ اس کا پوری طرح سے عملی مظاہرہ بھی کرتے تھے۔

اب اس کے ڈیسک پر کل پینتیس اسائمنٹس لازمی ہونی تھی۔ پھر چاہے طلبہ دو چار کم ہی کیوں نا ہوں۔

اس کے جاتے ہی حازم اندر آیا تھا۔ امان کے قریب بیٹھتے وہ آج معمول سے زیادہ ہی سنجیدہ تھا۔ امان نے حیرت سے اس کا سنجیدہ انداز دیکھا تھا۔ وہ فارمل سے کوٹ پینٹ پر ٹائی لگائے تھا مگر اس کے کپڑوں میں صبح والی نفاست نہیں تھی۔ ٹائی کھل کر سینے تک آئی ہوئی تھی۔ اوپر کے دو بٹن کھلے تھے۔ کوٹ کو بیچینی سے اتارتے اس نے امان کو زبردستی کی مسکراہٹ سے نوازا تھا۔ "کیا آج کی میٹنگ اچھی نہیں رہی؟ "امان کے تکا لگانے پر وہ سر نفی میں ہلا گیا۔ "اچھی رہی تھی بس تھک گیا ہوں آج زیادہ "مگر امان کہاں جانتا تھا وہ ذہنی تھکان کی بات کر رہا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

پروفیسر زمان کے کلاس میں آنے پر وہ دونوں ہی سامنے ڈائس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

وہ آج تین سال بعد دوبارہ اس ڈپارٹمنٹ کا باقاعدہ حصہ بنی تھی۔ تین سال پہلے جب وہ یہاں سے گریجویشن کے بعد شہر چھوڑ کر گئی تھی تب اس نے نہیں سوچا تھا کہ وہ یہاں واپس آکر استاد کی حیثیت سے فرائض انجام دے گی۔ بلکہ یوں جاب تو اس کے مستقبل میں کہیں تھی ہی نہیں۔ مگر حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے اور یہ بات اس نے پچھلے تین سال میں جانی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

وہ ابھی ہی یونیورسٹی سے لوٹی تھی۔ سلویٰ نے اس کے سامنے کھانے کی ٹرے لا کر رکھی تھی۔ وہ آپ ہی شرمندہ ہو گئی۔ "ماں میں خود لے لیتی۔ "سلویٰ نے مسکرا کر اپنی محنتی اولاد کو دیکھا تھا۔ وہ سلویٰ اور قاسم علوی کی اکلوتی بیٹی تھی۔ وہ لوگ قاسم علوی کی ریٹائرمنٹ کے بعد دو مہینے پہلے ہی اپنے آبائی شہر ملتان واپس

آئے تھے۔ جہاں اس نے اپنی ہی یونیورسٹی میں وزیٹنگ لیکچرار کے طور پر تقرری حاصل کی تھی۔ پچھلے تین سالوں میں اس نے بہاولپور کی ایک یونیورسٹی سے ایم فل کی ڈگری لے لی تھی۔ اور وہاں بھی استاد کی حیثیت سے کام کیا تھا۔ جہاں تین سال پہلے قاسم علوی کے ٹرانسفر کے بعد یہ خاندان جا بسا تھا۔

بابا کی طبیعت کیسی ہے؟ "ماں کو اپنے سامنے بستر پر براجمان ہوتے دیکھ اس نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔ "بہتر ہیں۔ تم ملی نہیں آج ان سے آکر ابھی یاد کر رہے تھے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

پہلا دن تھا نا ماں تھکن زیادہ ہو گئی۔ ابھی جاتی ہوں۔ "اس نے نوالہ توڑتے ہوئے تسلی سے کہا تھا

حازم سے ملاقات ہوئی؟"سلویٰ نے آنکھوں میں چمک لیے بہت اپنائیت سے پوچھا تھا۔ اس کا ذکر کرتے ان کا لہجہ ایسا ہی نرم ہوتا تھا۔

یسریٰ نے نوالہ پلیٹ میں رکھتے ماں کو دیکھا تھا۔ منہ میں جیسے زہر گھل گیا ہو۔ اور آنکھوں میں نمی۔ مگر اسی لاپرواہی سے جواب دیا۔

"نہیں بس کلاس میں نظر آیا تھا۔"

پیارا ہو گیا ہو گا نا میرا بچہ۔ "ان کی بات پر وہ انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ پھر نوالہ منہ میں ڈال کر چباتے انتہائی استہزاء سے بھرپور انداز میں کہا تھا۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

ہاں بہت پیارا۔ "اس کے انداز پر سلویٰ کو یکدم غصہ آیا تھا۔"

"بس کر دو یسریٰ تمہاری اور تمہارے باپ کی اس حالت کا ذمہدار وہ نہیں ہے۔"

ماں میں اسے قصور وار گردانتی بھی نہیں ہوں۔" تحمل سے جواب دے کر اس نے کھانے سے ہاتھ کھینچا تھا۔

ہاں جیسے مجھے تو پتا ہی نہیں۔"سلویٰ تلخ ہوئی تھیں۔"

اس نے مجھ سے میرے واحد دوست چھینے ہیں ماں۔ اسے میں کبھی معاف نہیں کروں گی۔"اب کی بار اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔ سلویٰ کو اس پر ترس آیا۔ وہ بلاشبہ اپنے باپ کی اچھی بیٹی تھی۔ انہیں اپنی تربیت پر فخر ہوا۔ پھر قدرے نرم لہجے میں بولی تھی۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

اچھا ہاتھ مت روکو کھانا کھاؤ۔"ایک نظر انہیں دیکھ کر یسریٰ نے واپس روٹی کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔

سلویٰ کو اپنے اکلوتے بھانجے کے لیے برا لگتا تھا۔ اسی لیے وہاں سے بڑبڑاتی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ "نہیں ذکر کروں گی اس کا اب۔ بس میرے رشتہ داروں سے ہی مسئلے ہیں سب کو۔"

یسریٰ نے تاسف سے ایک نظر ماں کو کمرے سے باہر نکلتا دیکھا تھا۔ پھر کھانے کی جانب متوجہ ہو گئی۔ اب وہ اتنا بھی اہم نہیں تھا کہ اس کے لیے کھانا چھوڑ دیا جاتا۔ وہ سر جھٹک کر رہ گئی

کلاس میں داخل ہوتے ہی اس نے آج تعداد میں خاصہ اضافہ دیکھا تھا۔ یہ شاید اس کے کل کے روکھے رویے کا ہی نتیجہ تھا۔ وہ اگر ذرا بھی نرمی کا مظاہرہ کرتی تو یہ طلبہ اسے گھول کر پی جاتے۔ اپنے ڈیسک پر کاغذات کا پلندہ دیکھ کر وہ مطمئن سا مسکرا دی۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

سب سے پہلے حاضری لگا لیتے ہیں "کلاس کی جانب متوجہ ہوتے اس نے ایک نظر تمام طلبہ پر دوڑائی تھی۔ وہ آج بھی نہیں تھا۔ سر جھٹکتی وہ آج کا ٹاپک وائٹ بورڈ پر لکھنے لگی۔ جبھی کوئی انتہائی خاموشی سے بغیر اجازت کلاس میں داخل ہوا تھا۔

حازم مہتاب آوٹ "تیزی سے مڑ کر یک لفظی بے عزتی کرتے اس نے بورڈ مارکر کا کیپ لگایا تھا۔ حازم نے سامنے آکر یسریٰ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا۔ کل سے اب تک یہ پہلی بار تھا کہ وہ یوں ڈٹ کر کھڑا تھا۔ ورنہ کل کلاس کے علاوہ بھی ایک دو بار ان کا آمنا سامنا ہو چکا تھا۔ یسریٰ اپنے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہونے ہی لگی تھی جب اسے کھڑا دیکھ کر اس نے ابرو اٹھا کر وجہ پوچھی۔

کچھ بولنے کے لیے حازم کے لب نیم وا ہوئے پھر وہ سختی سے بھینچ گیا اور خاموشی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ پوری کلاس نے ہی اس کا یہ رویہ بہت

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

حیرت سے دیکھا تھا۔ امان کو تو غشی کا دورہ پڑنے کے قریب تھا۔ وہ کل سے بہت سدھر گیا تھا۔ ورنہ تو وہ نئے آنے والے پروفیسرز کی ناک میں دم کرنے میں پیش پیش ہوتا تھا ایسا کوئی ہی دن ہوتا ہوگا جب کلاس میں اس کی کسی مسخرہ پنتی سے استاد پریشان نا ہوں۔

کلاس کے اختتام پر سی آر ذرا ڈرتے ڈرتے اس کی جانب آیا تھا۔ اسے اگلے دن کے بارے میں نوٹس کی تفصیلات بتاتے اب وہ پلٹنے لگی تھی جب فراز بول اٹھا۔

میم حازم بہت ذہین طالب علم ہے۔ دراصل اس کو اپنے والد کے آفس جانا ہوتا ہے صبح میں اسی لیے اس نے کلاسز تبدیل کی ہیں اور شام میں لے رہا ہے۔ مگر وہ کوئی چھٹی بھی نہیں کرتا۔ آپ سے پہلے اساتذہ نے اسے دس پندرہ منٹ کی چھوٹ دی ہوئی تھی۔ اگر اب بھی دے دیں تو مہربانی ہوگی۔ "فراز کی بات سن کر اس کے چہرے پر ذرا نرم تاثر آیا تھا۔ مگر اسی سنجیدگی سے وہ

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

بولی "صرف پندرہ منٹ اس کے بعد انہیں بولیے گا خود ہی کلاس میں آنے کی زحمت نا کریں۔ اور یہ اسائمنٹ سر زمان کے آفس میں پہنچائیں۔" سپاٹ سے لہجے میں کہتے اس نے اسائمنٹ کے پلندے کی جانب اشارہ کیا تھا۔

اس کے کلاس سے نکلتے ہی فراز اس کا لیپ ٹاپ اور اسائمنٹ اٹھا کر اس کے پیچھے گیا تھا۔

سر زمان کے آفس کے قریب پہنچ کر اسے حازم نظر آگیا۔ اسے آنکھوں میں سب سیٹ کا اشارہ کر کے وہ بڑھنے ہی لگا تھا جب وہ اس کے قریب آکر اس سے یسریٰ کی چیزیں لے گیا۔ "یہ میں میم کو دے آتا ہوں۔ ان سے بات بھی کر لوں گا" اپنی مخصوص مسکراہٹ سے کہتا وہ فراز کو مطمئن کر گیا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اندر داخل ہوتے خالی کمرہ اس کا منہ چڑا رہا تھا۔ سر زمان نے اس وقت کمرے میں نہیں ہونا تھا وہ جانتا تھا۔ ان کی کلاس تھی۔ مگر وہ تو ابھی یہیں آئی تھی۔ سامنے میز پر اس کا فون بھی پڑا تھا۔ چیزیں میز پر دھرتے اس نے فون اٹھایا تھا۔ پاسورڈ لگاتے اس کے لبوں پر ایک بھولی بسری مسکراہٹ نے جگہ بنائی تھی۔

پاسورڈ تبدیل نہیں کیا تھا۔ وہ وہی تھا صدیوں پرانا جو کبھی حازم نے ہی اس کے فون پر لگایا تھا۔ چاہے وہ کتنے بھی فون تبدیل کر لے پاسورڈ تبدیل نہیں ہوتا تھا۔ وہ پر ملال انداز میں مسکرا دیا۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

تین سال پہلے ایک کی دوستی چھوٹی تھی ایک کی محبت۔ اب دوستی میں محبت جیسے تکلفات تو نہیں ہوتے نا۔ وہ بھلا کیوں روگ لگاتی۔ روگ تو حازم کو لگا تھا نا محبت کا۔

فون رکھتے وہ مڑا ہی تھا جب وہ واشروم کے دروازے سے باہر آتی دکھی۔ اس کا ہرا دوپٹہ اب سر پر نفاست سے ٹکا تھا اور بنا چشمے کے دھلا دھلا چہرہ حسین لگ رہا تھا۔ یا حازم مہتاب کو تو وہ ہمیشہ ہی حسین لگا کرتا تھا۔

اسے سامنے دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔ پھر حیرت کو پیچھے دھکیلتے اس کی جگہ غصے نے لے لی۔ مگر حازم کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

چچ چچ تمہاری تو شادی ہو رہی تھی؟ "آنکھوں میں حیرت لائے وہ مصنوعی افسوس سے بولا تھا۔ یسریٰ کے سر پہ لگی تلوؤں پہ بجھی۔ اس کی بات کو ان سنا کر کے وہ غصے سے گویا ہوئی۔

تم مجھے تم نہیں کہہ سکتے حازم میں تمہاری ٹیچر ہوں "اور کل سے اب تک کی یہ پہلی مسکراہٹ تھی جو حازم کے چہرے پر آئی تھی۔ اس کے بالکل سامنے کھڑا ہو

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

کر اس کی آنکھوں میں جھانکتا وہ دل جلانے والی مسکراہٹ لبوں پر لا کر بولا تھا۔

تمہیں میں اپنی زندگی میں تو کبھی آپ نہیں کہوں گا۔ مستقبل میں ہمارا رشتہ اجازت نہیں دے گا ناں "ایک کی شرارت تو دوسرے کی غصے کی رگ پھڑپھڑا رہی تھی۔دائیں آنکھ دباتا اس کا دل جلا کر وہ کمرے سے باہر نکل چکا تھا۔ اور وہ جو کل سے اس کی حیرت کو اس کا سدھرنا سمجھے بیٹھی تھی سر پکڑ کر رہ گئی۔

کمرے سے باہر آتے اس کے لبوں پر اس کی ہمیشہ والی شرارتی مسکان تھی۔

استانی صاحبہ سے پہلی ملاقات کا خاصہ اچھا اثر پڑا تھا اس پر۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

کل اس کو اپنی کلاس میں دیکھ کر وہ بہت حیران ہوا تھا۔ اسے اس کے شہر میں واپس آنے تک کا نہیں معلوم تھا۔ اور نا جانے کیا کیا اس کے گھر والوں نے اس سے چھپایا تھا۔ وہ دانت پیس کر رہ گیا۔گھر جا کر اس نے اپنی بہن کی اچھے سے کلاس لی تھی۔

اس کی جاب کا تو حوریہ کو بھی نہیں پتا تھا۔ مگر اس کی زندگی میں رونما ہونے والے باقی محرکات سے وہ آگاہ تھی۔ چاہے وہ اس سے ناراض تھی مگر اپنی خالہ سے آپا کی خیر خبر لینا نہیں بھولتی تھی۔ پچھلے تین سال میں اس نے یسریٰ سے کوئی بات نہیں کی تھی مگر پتا اسے سب تھا۔

حوریہ نے اسے اپنی اور یسریٰ کی ہونے والی آخری بات کا بھی بتایا تھا جو اس کے نکاح والے دن کال کر کے حوریہ نے اپنی بھڑاس نکالی تھی۔ اور حازم کو یسریٰ کے لیے برا لگا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

پچھلے تین سال میں ان سب کی زندگیوں میں بہت تبدیلیاں آئی تھیں۔ ان رشتوں کے بیچ ہزار فاصلے آئے تھے مگر انہوں نے حالات کی بہتی دھارا کے رخ پر اپنی زندگیوں کو موڑ لیا تھا۔

رات کے آٹھ بجے وہ تمام کاموں سے فارغ ہوئی تھی۔ گھر آکر کچھ وقت بابا کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اب جو فراغت آئی تھی تو اس نے دونوں کلاسوں کی اسائمنٹ کے پلندے سامنے رکھے تھے۔ مارننگ کلاسز کا چیک کر کے اب اس نے پہلی ایوننگ کی اسائمنٹ اٹھائی تھی۔ اور وہ حازم مہتاب کی تھی۔ وہ مسکرا کر رہ گئی۔

میں تو کبھی اپنی اسائمنٹ شروع میں نا چیک کرواؤں۔ بیچ میں رکھ دیتا ہوں۔"

"شروع اور آخر والے پرچے ہمیشہ استاد سب سے دھیان لگا کر چیک کرتے ہیں

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کا پرانا جملہ اس کے کانوں میں گونجا تھا۔ بدل تو تم بھی گئے ہو حازم۔

اپنے خیال کی خود سے نفی کرتی اب وہ پہلا صفحہ پلٹ رہی تھی۔ اور جیسے جیسے پڑھ رہی تھی ویسے ویسے اس کے غصے کا گراف اونچا ہوتا جا رہا تھا۔ بھلا اپنا لکھا ہوا وہ کیسے نا پہچانتی۔ غصے سے وہ کاغذ پرے کرتے اب اس نے دوسری اسائمنٹ اٹھائی تھی۔ اور اوپر نیچے پانچ اسائمنٹ بالکل ایک سی لکھائی کے ساتھ اس

پلندے میں شامل تھی۔اور وہ لکھائی تو یسریٰ خوب پہچانتی تھی۔ یہ یقیناً اسے تپانے کے لیے کیا گیا تھا۔ اور باقی کی اسائمنٹ چیک کرنے کے بعد وہ بے بسی سے مسکرا دی۔ ان طلبہ نے اس کی کسان والی مثال کو کچھ زیادہ ہی سنجیدہ لیا تھا۔ ایسا بھائی چارہ وہ چکرا کر رہ گئی۔ گنتی کی چار اسائمنٹ کے علاوہ باقی ساری اسائمنٹ کا مواد ایک تھا۔ وہ بھی اس کا اپنا لکھا ہوا۔ یہ سب اسی کی کارستانی تھی۔ وہ بے دلی سے تمام کاغذات پرے کر کے بیٹھ گئی۔

آج کتنے عرصہ بعد اسے سکون کی نیند آئے گی۔ وہ بار بار اپنا فون دیکھ رہا تھا۔ شاید اس کا فون آ جائے۔ غصہ کرنے کے لیے ہی سہی وہ اسے مخاطب تو کرے۔ اس کے پاس یسریٰ کا نمبر نہیں تھا مگر آج اس کی اجازت کے بغیر اس کے فون سے وہ اپنے فون پر بیل دے چکا تھا۔ اسے خوشی ہوئی تھی کہ یسریٰ کے فون میں

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کا نمبر محفوظ تھا۔ اس کے پاسورڈ کا تو حازم نے تکا لگایا تھا جو بالکل ٹھیک لگا تھا۔ اس نے وہ پاسورڈ کبھی تبدیل کیا ہی نہیں تھا۔

جب اس نے پہلا فون لیا تھا تب حازم نے ہی اس کے فون کی سیٹنگ کرتے یہ پاسورڈ اس کے موبائل پر لگایا تھا۔ اتنے سالوں میں وہ نمبر تبدیل کر چکی تھی۔ موبائل تبدیل کر چکی تھی مگر پاسورڈ وہ نہیں کیا تھا۔

اور اپنی آج کی دوسری حرکت پر وہ ویسے ہی بہت خوش تھا۔ جب وہ اپنی لکھی ہوئی اسائمنٹ اتنے لوگوں کو کاپی کیا دیکھے گی تو اس کے چہرے کے تاثرات بندہ سامنے بیٹھ کر دیکھے۔ اس نے بند آنکھوں سے ہی اس کی جھنجھلاہٹ تصور کی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

کل سی آر نے جب یسریٰ کے الفاظ ساری کلاس کو واٹس ایپ پر تفصیل سے بتائے تھے تو وہ کتنا محظوظ ہوا تھا۔ جبکہ ساری کلاس اسے پہلے ہی چڑیل کا لقب

عنایت کر چکی تھی۔ اس نے خود ہی نا آنے والوں کی اسائمنٹ لکھنے کے لیے اپنی خدمات پیش کرنے کی ہامی بھری تھی۔ مقصد صرف اسے تپانا تھا۔ آنے والے نالائقوں کو کاپی کرنے کے لیے اپنی اسائمنٹ مہیا کی تھی ورنہ وہ اپنی اسائمنٹ کسی کو نہیں دیتا تھا۔ اسی لیے اکا دکا افراد کے علاوہ سب نے ہی بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئے تھے۔ اس کی تمام اسائمنٹ بہترین ہوتی تھیں اور یہ بات کلاس میں سب مانتے تھے۔

آج اور کل یونیورسٹی میں سارا دن بس یسریٰ کی ہی باتیں ہو رہی تھیں۔ وہ کہیں سے بھی ٹیچر نہیں لگتی۔ کوئی اسے بتاتا آنکھوں پر موٹا سا چشمہ چڑھا کر وہ کرخت لگنے کے بجائے اور معصوم لگ رہی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ابھی وہ اسی کے خیالوں میں مگن تھا جب انزلہ نے کمرے میں جھانکا تھا۔ ''کل اپنی پھوپھو کے ہاں چکر لگا لینا حازم ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ''کمرے کے اندر آکر کہتی وہ حازم کو پہلو بدلنے پر مجبور کر گئیں۔

اپنے شوہر سے کہیں کہ اپنی بہن کا خیال رکھیں مجھے مت گھسیٹا کریں ''اس کے ناگواری سے کہنے پر انزلہ کو غصہ آیا تھا۔ ان کا لہجہ سخت تھا۔

''یہ میں کہہ رہی ہوں۔''

مجھے تو جیسے پتا نہیں ہے کس کے کہنے پر کہہ رہی ہیں۔ ''ان کے لہجے کی سختی کا اب حازم پر اثر نہیں ہوتا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گئیں۔ پھر قدرے نرمی سے گویا ہوئیں۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

اپنے باپ سے اس قدر بدگمان نہیں ہو حازم۔" حازم نے سرد نظروں سے ماں کو دیکھا تھا۔ اس کے الفاظ بہت ٹھنڈے تھے۔

جو ان دونوں بہن بھائی نے مل کر میرے اور آپ کے ساتھ کیا ہے وہ معافی کے لائق تو نہیں ہے۔ "انزلہ نے پہلو بدل کر لہجے کو مصنوعی سختی سے آراستہ کیا۔

خوامخواہ اپنے معاملات میں مجھے مت گھسیٹو۔ میرے ساتھ کچھ نہیں کیا۔"اس کے قریب بستر پر جگہ بناتے انہوں نے تحمل سے کام لے کر اپنی پہلی اور ذرا ضدی اولاد کو سمجھانا چاہا۔

اور تم بھی قسمت کے فیصلوں کو سمجھو بیٹا وہ کسی اور کا نصیب تھی۔ "حازم نے شاکی نظروں سے انزلہ کو دیکھا۔ پھر ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

کسی کا نصیب نہیں ہے وہ۔ واپس آگئی ہے میری یونیورسٹی میں جاب کر رہی ہے۔ اور حوریہ مجھے سب کچھ بتا چکی ہے۔ اب مجھ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ "انزلہ کی آنکھوں میں حیرت اتری تھی پھر شرمندگی۔ اس کی جاب کا تو انہیں بھی نہیں پتا تھا۔ ماں کو شرمندہ دیکھ کر حازم کو بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ ان کے ہاتھ تھام کر وہ بولا تھا۔

میرے سامنے شرمندہ مت ہوں ماما۔ میں آپ کو سمجھتا ہوں۔ مگر میں بھی مجبور ہوں۔ مجھے معاف کر دیں۔ جس دن وہ میری ہو جائے گی اس دن آپ کے شوہر کے لیے میرے دل میں آئی ساری بدگمانیاں دھل جائیں گی۔ تب تک کے لیے پلیز مجھے ان کا کوئی کام نا کہا کریں۔ "یہ کہہ کر وہ ماں کے سامنے نہیں رکا تھا۔ تیزی سے واشروم میں گم ہوا تھا۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

انزلہ بھی کچھ پل اس کا رستہ دیکھ کر کمرے سے باہر نکلی تھیں۔ جانتی تھیں وہ جب تک کمرے میں رہیں گی وہ باہر نہیں آئے گا۔

کلاس میں آتے ہی کوئی دوسری بات کیے بغیر اس نے آج کا لیکچر شروع کیا تھا۔ کل کا غصہ اسے بہت تھا مگر وہ کوئی رد عمل نہیں دینا چاہتی تھی۔

کلاس ختم کرتے وہ انتہائی سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ "جیسا کہ مجھے پتا چل چکا ہے آپ کی کلاس میں کتنا بھائی چارہ ہے "ایک کٹیلی نظر پوری کلاس پر ڈال کر آخری صف میں بیٹھے حازم پر رکی تھی۔ "تو کل سے آپ تمام کی اکیلے پریزینٹیشن ہوں گی۔ شروع کے رولنمبر سے آغاز کریں گے۔ ہفتے میں چار دن ہماری کلاس ہوتی ہے تو تین دن ہم لیکچر لیں گے اور آخر کے ایک دن آپ سب کی پریزینٹیشن ہو گی۔"انتہائی ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتے اس نے طلبہ کے چہروں کی بے چینی بغور محسوس کی تھی۔ "اپنے اپنے ٹاپک فراز سے لے لیجیے گا۔ اور کل پہلے چار رول نمبرز

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

کی پریزینٹیشن ہے۔ بی پریپیرڈ"اس کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ نے چھب دکھلائی تھی۔ اور کلاس کے مستقل واویلہ مچانے کو کسی خاطر میں لائے بغیر وہ کمرے سے نکلی تھی۔ اس کے پیچھے فراز لپکا تھا۔ باقی طلبہ سے ہٹ کر صرف ایک انسان کے چہرے پر سچی مسکراہٹ تھی کیونکہ وہ اپنی جھنجھلاہٹ دکھا گئی تھی۔

چل بھئی حازم تیری تو کل پریزینٹیشن ہے "امان نے اس کے کندھے پر دھپ مارتے کہا تھا۔ اور وہ اپنے خیالات سے نکلتا متوجہ ہوا تھا۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

ہو جائے گی فکر کیوں کرتا ہے۔ "اس کے چہرے پر حد درجہ اطمینان تھا۔"

میری باری تو دو ہفتے بعد آئے گی "امان نے ایک سکون کی سانس خارج کی تھی۔

حازم اسے دیکھ کر رہ گیا۔ "چل پھر میری پریزینٹیشن کی تیاری کروا دے۔ اپنی زندگی

کی سب سے اچھی پریزینٹیشن دوں گا کل "کرسی کی پشت پر سر پیچھے گرائے اس نے سکون سے کہا تھا۔ اور امان کو اس کا اس قدر سکون ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

ایک بات بتا دو دن سے تیرا رویہ اتنا عجیب کیوں ہے "امان نے تیڑھی آنکھوں سے حازم کو دیکھا تھا۔ جس کے چہرے پر صرف سکون رقم تھا۔ آج تو وہ آ بھی جلدی گیا تھا۔ آفس میں رکنے کا دل ہی نہیں کیا تھا۔ وہ کلاس میں آئی تو وہ پہلے ہی آخری صف میں بیٹھا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

عجیب کہاں۔۔۔ شرافت دکھا رہا ہوں۔ آخر شریف لوگوں کے ساتھ کام کرنا ہے آگے چل کر۔ "اس کی بات امان کے سر پر سے گزر گئی تھی۔ لیکن پھر مشکوک نظروں سے گھور کر اس نے حازم سے پوچھا تھا۔

سن تو کسی کو امپریس تو نہیں کرنا چاہ رہا؟ "اس کے اتنے صحیح تکا لگانے پر وہ بے اختیار ہنسا تھا۔ اس کی اس حرکت پر امان نے ملامتی نظروں سے دیکھا تھا۔

اگر ایسا ہے تو ابھی بتا دے۔ مجھے میری بھابھی دیکھنی ہے بھئی۔ "حازم اس کی بات سے محظوظ ہوا تھا۔

وہ بھی دکھا دوں گا بس تھوڑا ناراض ہے۔ منانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ادھوری تفصیل بتاتے اس نے امان کا ہونق چہرہ دیکھا تھا۔ اور اس اگلی بات پر وہ پھر اپنی ہنسی نا روک سکا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اسے تیری یہ شرافت پسند ہے۔ "اس کا انداز کچھ کھوج لگانے جیسا تھا۔"

اسے میں پورا کا پورا پسند ہوں بس وہ کہتی نہیں ہے۔"

حازم کی خوش فہمیاں عروج پر تھیں۔ امان نے سرنفی میں ہلایا۔

"اور تیری اس کزن کا کیا ہوا؟"

وہی تو ہے۔ "یہ کہتے حازم کی آنکھوں میں ایک الوہی چمک تھی۔ امان نے مسحور کن نظروں سے وہ چمک دیکھی تھی۔ پھر بے یقینی سے پوچھا تھا۔ "وہ واپس آ گئی۔ "حازم کے چہرے پر شرارت واپس آ رہی تھی۔ اور اپنی اگلی بات سے وہ امان کے سر پر آسمان توڑ چکا تھا۔

تو تمیز سے بات کر اس کے بارے میں آخر تیری تو ٹیچر ہے وہ۔ "امان نے کچھ دیر رک کر اپنے دوست کو دیکھا پھر ذرا ہکلا کر پوچھا تھا۔

ک کون کس کی بات کر رہا ہے۔ "حازم نے مسکرا کر دائیں آنکھ دبائی تھی۔ زبان خاموش تھی وہ آج کل کچھ زیادہ ہی خوش تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ناکر چڑیل 'امان انگشت بہ دندان رہ گیا تھا۔ مگر حازم کے گھورنے پر وہ سیدھے طریقے سے بولا تھا۔

میرا مطلب ہے مس یسریٰ "امان کے لیے یقین کرنا محال تھا۔"

حازم سر جھٹک کر شرارتی انداز میں اسے یونہی ہوا میں معلق چھوڑ کر کمرے سے باہر نکلا تھا۔ اگلا لیکچر لینے کا اس کا موڈ نہیں تھا۔ امان بہت مشکل سے اس کی معلومات کو اپنے دماغ میں پراسیس کر کے اس کے پیچھے لپکا تھا۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

مارچ کا مہینہ اختتام پر تھا مگر ملتان میں جون جولائی والی گرمی عروج پر تھی۔ اوپر سے شہر کے بیچ چوک میں اس کی گاڑی دغا دے گئی تھی۔ یہ چھوٹی آٹومیٹک ویگن آر تھی جو اس نے بابا کے ریٹائرمنٹ فنڈ سے خریدی تھی۔ جو اب یونیورسٹی آنے جانے کے لیے اس کے استعمال میں تھی۔

اس نے تھک کر سر سیٹ سے ٹکایا تھا۔ اب یہاں مکینک کہاں سے آئے گا۔ بال کیچر سے نکل نکل آرہے تھے۔ گرمی کی وجہ سے ویسے ہی برا حال تھا۔ اب تو اے سی کی ٹھنڈک بھی کم پڑ گئی تھی۔

جبھی ایک بائیک پر دو لڑکے آکر اس کے قریب رکے تھے۔ ایک تو کسی گاڑی میں لڑکی کو بیٹھا نہیں دیکھتے یہ ٹیپیکل پاکستانی اور خدمت خلق کا جذبہ ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے ان کے اندر۔ اس نے ان کی بے عزتی کرنے کے لیے کف چڑھائے ہی تھے کہ ان کی شکلیں دیکھ کر غصہ اڑا تھا اور بے زاری نے اس کی جگہ لی تھی۔

Visit for more novels
www.urdunovelbank.com

امان اور حازم کو دیکھ کر لیکن کچھ سکون بھی ملا تھا کہ اب اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ وہ دونوں امان کی بائیک پر امان کے گھر جا رہے تھے جب انہیں بیچ

چوک میں یسریٰ کی گاڑی رکی ہوئی نظر آئی تھی اور اس کا کسی مصیبت میں ہونے کا سوچ کر ہی حازم کی روح کانپی تھی۔وہ تیزی سے امان کواس جگہ پر لایا تھا وہ گاڑی سے اتر کر بونٹ چڑھائے کھڑی تھی۔ حازم بالکل خاموشی سے اس کا جائزہ لے رہا تھا جب امان کی زبان میں کھجلی ہوئی۔

میم مجھے پہلے نہیں پتا تھا آپ حازم کی کزن ہیں۔ آئم سوری اس دن کلاس میں میں نے تھوڑا مزاق کیا تھا۔ آپ سے ملاقات ہوئی تھی جب آپ پڑھتی تھیں یہاں مگر اتنے عرصے بعد آپ نظر ائی تھیں تو یاد نہیں رہا۔"وہ ابھی تک حازم کی باتوں کے ٹرانس میں تھا۔ اور اس کی بات پر حازم بس مسکرایا تھا۔ جبکہ یسریٰ کو بلاوجہ ہی غصہ آیا تھا۔ اور وہ سرد آواز میں بولی تھی۔

تین سال کوئی بہت زیادہ عرصہ نہیں ہوتا امان جہانگیر۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

لیکن اگر ادھر اُدھر کی بے تکی سرگرمیوں پر دھیان دینے کے بجائے حقیقی چیزوں پر دھیان دیں گے تو ایسا نہیں ہو گا "امان کو دو ٹوک جواب دے کر وہ ان دونوں سے مخاطب ہوئی تھی۔

اب آپ دونوں میری مدد کر سکتے ہی تو پلیز کریں ورنہ کسی مکینک کا بندو بست کر کے یہ گاڑی میرے گھر پہنچائیں۔

شان بے نیازی سے گاڑی کی چابی حازم کو پکڑاتے اس نے رکشہ روکا تھا۔ حازم نے بغیر چوں چراں کیے وہ چابی پکڑی تھی۔

اور وہ دونوں ہی اس کے انداز پر عش عش کر اٹھے تھے۔ ایسا شاہانہ انداز۔ اور کوئی بات کیے بغیر ہی وہ رکشے میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس جگہ زیادہ دیر کھڑا ہونا ویسے ہی محال تھا۔ اور کبھی ملتان آؤ تو پتا چلے کہ نو نمبر چوک کے اس پار گاڑی خراب ہونا اپنے آپ میں ہی ایک محاذ ہے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اردو ناول اور سٹوریز کی سب سے بڑی ویب سائٹ
www.urdunovelbank.com

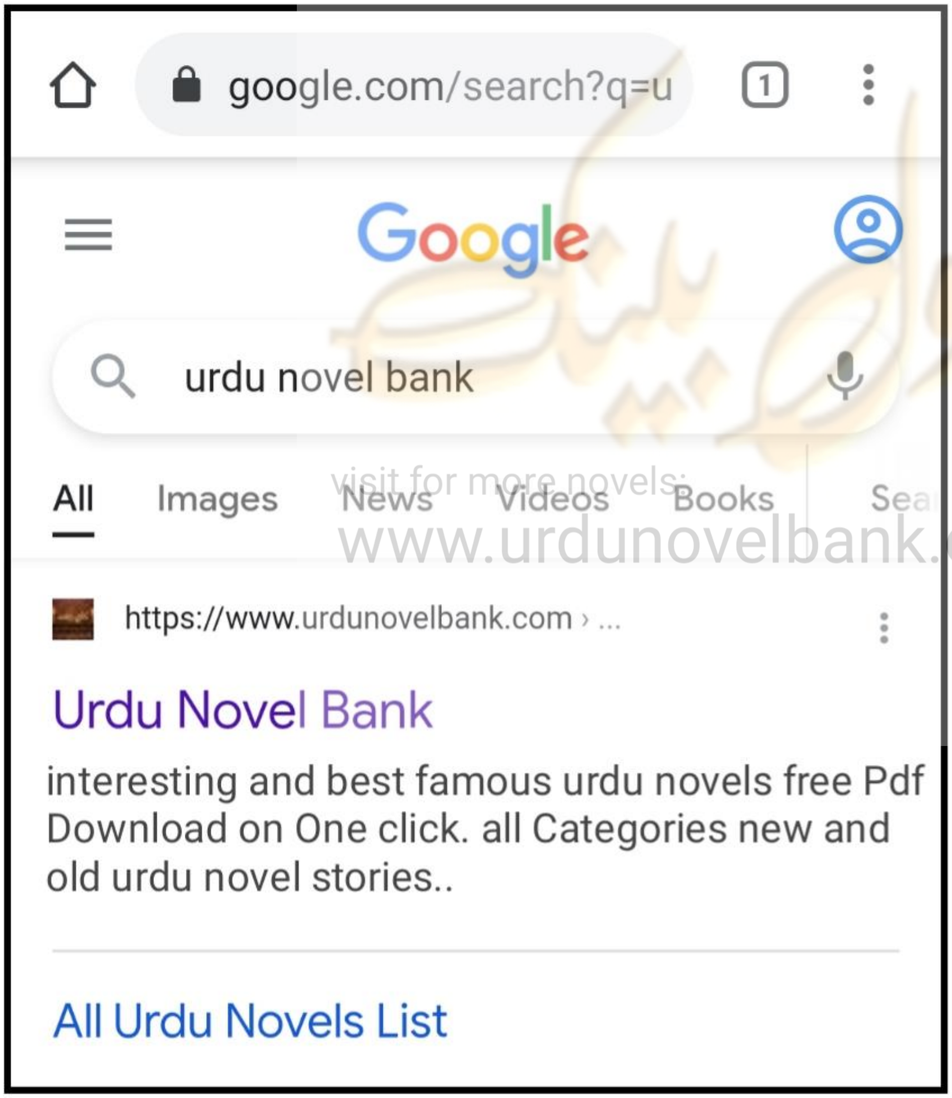

Urdu Novel Bank website
جہاں ملے آپ کو نئے اور اچھے معیاری ناول تمام کیٹگری میں۔۔۔

گوگل پر ٹائپ کریں
Urdu Novel Bank
اور ویب سائٹ سے ڈاؤنلوڈ کریں ہزاروں مکمل ناول مفت میں

دوسرا باب

اتوار کا دن تھا اور اس کا آج سارا دن سکون کرنے کا ارادہ تھا۔ مگر ماں کی آواز کانوں میں پڑتے ہی سارا سکون غارت ہوا تھا۔ "یسریٰ آج اوپر والے پورشن کی صفائی بھی کروا لو۔" وہ جھنجھلائی تھی۔ پورا ہفتہ یونیورسٹی میں سر کھپانے کے بعد وہ دو دن آرام کی تو مستحق تھی نا۔ مگر نہیں اس کے لیے سارے ہفتے کے کام اتوار کو جمع تھے۔ جبکہ سلویٰ کی آواز اب بھی اسی مصروف لہجے میں سنائی دے

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

رہی تھی۔ "ماسی بلوائی ہے۔ پہلی سے کرایہ دار شفٹ ہو رہے ہیں۔ "پہلے اس کی بھنویں تنی تھی پھر اس نے قدرے پھیکے لہجے میں ماں کو مخاطب کیا تھا۔

ماں کیا ضرورت تھی اوپر والا حصہ کرایہ پر چڑھانے کی۔ "وہ بستر سے اٹھ کر باہر نکل آئی تھی۔ سامنے ہی کچن میں چھوٹی میز کے پاس پلاسٹک کی کرسی پر سلویٰ براجمان تھیں جو کریلے کاٹنے میں مصروف تھیں۔ کریلے دیکھ کر اس کی شکل بھی کریلے جیسی ہی ہوئی تھی۔ ایک نظر یسریٰ کو دیکھ کر انہوں نے اسی مصروف لہجے میں جواب دیا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

تمہارے باپ کی دوائیوں پر اتنا خرچا ہو رہا ہے۔ "دوسرا کریلا اٹھاتے انہوں نے سادہ سے لہجے میں کہا تھا۔

صرف پینشن سے تو پورا نہیں ہوتا نا۔ "اسے غصہ آیا تھا۔ وہ کوئی غیر تو نہیں تھی۔

میں کما تو رہی ہوں۔ ''سپاٹ لہجے میں کہتے وہ ان کے سامنے ہی کرسی پر بیٹھی تھی۔

کب تک کماؤ گی؟ کبھی تو شادی ہو گی نا۔ ''یہ وہ موضوع تھا جس سے وہ پچھلے دو سال سے بھاگتی آ رہی تھی۔ اور یہی موضوع سلویٰ کا پسندیدہ تھا۔

اس بات کو بھول جائیں پلیز ''اس نے منہ بنا کر آنکھیں گھمائیں تھیں۔''

اچھا مجھ سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کام کہا ہے وہ کیا کرو ''سلویٰ'' اس کی بے زاری سے بے زار تھی۔ بے شمار دلیلوں کے باوجود بھی وہ لڑکی کچھ نہیں سنتی تھی۔

چھٹی تھی آج میری۔ آرام کرنا تھا میں نے ''اس کی جھنجھلائی سی آواز قدرے اونچی تھی۔ یسریٰ کی جھنجھلاہٹ پر سلویٰ کا دماغ گھوما۔ ''اوہ بی بی جاب کر کے کوئی

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

احسان نہیں کر رہی ہیں آپ۔ اور کل بھی سارا دن آرام ہی کیا ہے۔ بوڑھی ماں کا ہاتھ بٹا دو گی تو کوئی آفت نہیں آ جائے گی۔ "وہ گزرے سالوں میں خاصی تلخ ہو گئی تھیں۔ شریک حیات کی بیماری نے ان سے ان کی ساری خوش اخلاقی چھین لی تھی۔ یسریٰ ماں کو تاسف سے دیکھ کر رہ گئی۔ پھر اٹھ کر ان کو پیچھے سے کندھوں سے تھامے وہ مدھم لہجے میں گویا ہوئی۔

جوان بیٹی کی ماؤں کو اتنی پریشانیاں نہیں پالنی چاہیے۔ "اس کے انداز سے شوخی" جھلک رہی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"اررے سلویٰ بہن۔ بیٹی کو دوست بناؤ اور سب کہہ دو۔"

اس کے نپے تلے لہجے پر سلویٰ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی تھی۔ اپنے کندھے پر دھرے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر وہ نرمی سے بولی تھیں۔ "جوان بیٹی کی ماؤں کو ہی تو یہ معاشرہ ساری پریشانیاں خراج میں دیتا ہے۔"

وہ بہت اچھے سے جانتی تھی کہ اس کی ماں کی پریشانیوں کا محور اس کی ذات ہے۔

وہ سر جھٹک گئی۔ اب تو ماں کو تسلی دینے کے لیے الفاظ بھی نہیں ملتے تھے۔ آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی تھی جب ماسی کی آواز نے اس کی جان خلاصی کروائی۔ اور وہ ماں کو مطمئن کرتی ماسی کو لیے اوپر کی جانب روانہ ہوئی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ملتان کے ایک شہری علاقے کی ایک پوش کالونی میں یہ گھر سات مرلہ پر مشتمل تھا۔ یہ زمین قاسم علوی کے والد کی تھی جس پر انہوں نے اپنی ملازمت کے دوران دو منزلہ خوبصورت گھر بنوایا تھا جس میں ضرورت کی ہر آسائش موجود تھی۔ مگر

پھر تین سال پہلے وہ اس گھر کو کرایہ پر چڑھا کر بہاولپور چلے گئے جہاں ان کی جاب منتقل ہوئی تھی۔

اوپر والا پورشن تین سال سے بند پڑا تھا۔ تین سال پہلے نیچے والا پورشن خالی کر کے انہوں نے سارا سامان اوپر شفٹ کیا تھا تاکہ نیچے کا پورشن کرائے پر دیا جا سکے۔ مگر اب حالات ناگزیر تھے کہ وہ اوپر والے حصے کو بھی دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑیں۔ جب دو مہینے پہلے وہ واپس آئے تھے تو بس نیچے کی صفائی کروا کے سامان سیٹ کروایا گیا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ماسی سے سارا سامان ایک کمرے میں بند کروا کر یسریٰ نے اس کمرے کو تالا لگا دیا تھا۔ باقی کا حصہ صاف ہو کر پھر سے چمکنے لگا تھا ورنہ یہاں تو اتنی مٹی تھی کہ بس۔ اور پھر ملتان تو ہے ہی مٹی کا شہر۔ ایک دن گزرتا نہیں ہے اور تہوں کی

تہیں مٹی فرنیچر پر جمع ہو جاتی ہے۔ایک مطمئن نظر سارے گھر پر ڈال کر اس نے سر جھٹکا تھا۔

وہ ابھی سیڑھیاں اتر ہی رہی تھی جب لاؤنج سے بولنے کی آواز آرہی تھی۔ ماسی کو کچن میں بھیج کر کسی مہمان کا سوچ کر وہ وہیں چلی آئی۔ سامنے حوریہ اور حازم کو بیٹھا دیکھ کر اس کا انداز سپاٹ ہوا تھا۔

جب حوریہ کی اس پر نظر پڑی تھی۔ وہ آنی سے باتوں میں مگن تھی یسریٰ کو دیکھ کر وہ تیزی سے اس کے سینے سے آکر لگی تھی۔ "میں آپ سے زندگی میں کبھی بات نہیں کروں گی آپا "تین سال پہلے کے چند الفاظ کی بازگشت اس کے کانوں میں سنائی دی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

یسریٰ بالکل سن ہوئی تھی مگر اس کے رونے پر وہ ہوش میں آئی تھی۔ ساتھ ہی اس کے انداز میں نرمی بھی۔ کندھے سے ہلا کر اسے ذرا حوصلہ دیا تھا جو اب اس کے اندر ہی گھسنے کی کوشش میں تھی۔ وہ شرمندہ تھی مگر یسریٰ کا اسے شرمندہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ بڑی تھی اور بڑا پن اسی کو دکھانا تھا۔ پچھلی کوئی بھی بات کیے بغیر ہی وہ حوریہ کا چہرہ اوپر کر کے اس کے ماتھے پر بوسا دیتے اسے دوبارہ سینے میں بھینچ گئی۔ "بس تم اب زیادہ کرائی بے بی مت بنو حوری" اسے چھیڑنے والے انداز میں کہہ کر وہ وہاں بیٹھے سب کے چہرے پر مسکراہٹ لے آئی۔ اسے اسی طرح ساتھ لگائے وہ صوفے پر آ کر ٹک گئی تھی۔ حوریہ نے اسے نہیں چھوڑا تھا۔ وہ صوفے پر اس کے ساتھ چپک کر بیٹھی تھی۔ جیسے وہ بیٹھتی تھی ہمیشہ۔ کچھ تھا جو واپس آرہا تھا۔ شاید بہت کچھ تھا جو واپس آ رہا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کے بیٹھتے ہی حازم نے گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا تھا۔ مٹی میں اٹے کپڑے۔ شانوں پر پھیلا میلا سا دوپٹہ چہرے سے تھکن ہویدہ تھی اور بال جوڑے میں بندھے تھے۔ شاید نہیں یقیناً ماسی سے زیادہ کام اسی نے کیا تھا۔

سلویٰ نے ان دونوں کے لیے کچھ خاص اہتمام کرنا تھا اسی وجہ سے انہوں نے ان تینوں کو وہیں چھوڑ کر کچن کا رخ کیا تھا مگر حوریہ جان بوجھ کر ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر سلویٰ کے ساتھ کچن میں چلی آئی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

تم یہاں کیوں آئے ہو "حازم سے بات کرتے اس کے انداز سپاٹ تھا۔ کچھ دیر" پہلے جو نرمی حوریہ کے ساتھ دکھائی گئی تھی اس کا شائبہ تک نا تھا۔ اور یہ بات حازم کو خوب محسوس ہوئی تھی۔ مگر ان تمام احساسات کو پرے رکھ کر اس نے اپنے ازلی شرارتی انداز میں جواب دیا تھا۔ "میری خالہ کا گھر ہے ان سے ملنے آیا ہوں۔ "اور اس کے جواب پر وہ آنکھیں گھما گئی۔ آیا بڑا خالہ کا بھانجا۔

اس دن شام کو وہ اس کی گاڑی گھر پہنچا گیا تھا۔ اور اپنی خالہ سے بھی مل گیا تھا۔ اگلے دن اپنی پریزینٹیشن دینے وہ آیا ہی نہیں تھا حازم کی طرف سے فراز نے ڈین کی دستخط شدہ چھٹی کی درخواست دی تھی۔ اب اس کی پریزینٹیشن یسریٰ نے سب سے آخر میں لینی تھی۔ وہ کچھ دیر وہاں بیٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی تھی۔ بستر پر نیم دراز ہوتے وہ ابھی بھی ان کی۔ موجودگی محسوس کر سکتی تھی۔ وہ دونوں ابھی بھی باہر تھے اور اسے باہر سے باتوں کی آوازیں ابھی بھی آ رہی تھیں۔ اس نے تکیے میں منہ دے کر ان آوازوں سے چھٹکارا پانا چاہا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

حازی بھائی اٹھ جاؤ آپا آئی ہیں۔"پندرہ سالہ حوریہ اس کے کان کے پاس آکر" چیخی تھی۔ "یسریٰ "اس نے سوال سے زیادہ جوابانہ انداز اپنایا تھا۔ اور پل میں اس کی نیند ہوا ہوئی تھی۔ اور ننگے پیر ہی وہ نیچے لاؤنج کی جانب بھاگا تھا۔ پیچھے حوریہ نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

وہ لاونج میں پہنچا تو وہ ابھی ہی کاغزات کا ایک پلندہ اٹھائے بمشکل لاونج میں صوفوں کے پاس پہنچی تھی۔ اور اتنے نوٹس دیکھ کر اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ "یہ سب کون پڑھے گا؟"

حازم کا حال ہی میں کمپیوٹر سائنس میں داخلہ ہوا تھا۔ جبکہ یسریٰ اسی ڈپارٹمنٹ میں آخری سال کی طالبہ تھی۔ ویسے تو اس نے ہی یسریٰ سے اس کے استعمال شدہ نوٹس مانگے تھے۔ وجہ شاید کچھ اور ہی تھی مگر وہ اتنے اٹھا لائے گی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"ارے تم ہی پڑھو گے۔ اور گاڑی میں ابھی دو بیگ اور بھی ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ بکس ہیں تمہیں بالکل پریشانی نہیں ہوگی پڑھائی میں۔" حازم کا دماغ گھوما تھا۔ اور چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ لا کر اس نے شکریہ ادا کرنا چاہا تھا۔ جب وہ دوبارہ بول اٹھی۔ "اور میں سمجھاؤں گی نا تمہیں سب ڈھنگ سے سمجھ آ

جائے گی۔ "اور لمحے بھر کی بات تھی کہ وہ زبردستی کی مسکراہٹ بالکل حقیقی مسکراہٹ میں تبدیل ہوئی تھی۔

یہ پہلے سیمسٹر کے نوٹس ہیں سارے۔ میں نے علیحدہ رکھے ہیں "اس نے ہاتھ میں موجود پلندہ دھپ سے سامنے میز پر دھرا تھا۔ جس میں سے کچھ کچھ مٹی جھڑی تھی۔ خود وہ وہیں صوفے پر ڈھیر ہوئی تھی۔ پاؤں اوپر رکھ کر بیٹھتے اس نے آلسی پن کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ملازم سے پانی مانگا تھا۔ اور وہ بس دیکھ کر رہ گیا۔ جبکہ پچھلے تین سال کے باقی نوٹس بیگز میں ہیں۔"یسریٰ کے لاپرواہی سے" بولنے پر حازم کا سر چکرا کر رہ گیا تھا۔ "اتنا کون پڑھتا ہے یسریٰ "اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اور اس نے حازم کی بات کو ہوا میں اڑا کر رازدارانہ انداز اپناتے ہوئے ہلکی آواز میں کہا تھا۔

اچھا سنو آمنہ کو مت دینا۔ مجھے وہ لڑکی بالکل نہیں پسند "اس کی پھپھی زاد کا نام لیتے یسریٰ کے لہجے میں ہلکی سی ناگواریت کی جھلک تھی۔ اور وہ ہنس دیا۔

پریشان مت ہو۔ مجھے بھی نہیں پسند "حازم کی بات پر یسریٰ نے سکھ کا سانس" اندر کھینچا تھا۔ مگر پھر شرارت سے بھرپور انداز میں گویا ہوئی۔

تمہاری پھوپھو کی بیٹی ہے وہ سوچ لو "وہ اسے تپانا چاہتی تھی مگر حازم کا ارادہ تو" کچھ اور ہی تھا۔ آنکھوں میں بھرپور شرارت لیے اس نے مصنوعی سنجیدہ لہجہ اپنایا "تھا۔ "تم بھی میری خالہ کی بیٹی ہو یہ نا سوچوں۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

یسریٰ نے اس کے بازو پر ایک دھپ لگائی تھی۔

بکواس نہیں کرو میں تم سے بڑی ہوں۔ آپا کہا کرو مجھے حوری کی طرح "حازم کے" منہ میں کریلا گھلا تھا۔

پھر منہ بناتے ہوئے بولا تھا۔

صرف ایک سال۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ "یسریٰ نے ہونٹ بھینچ کر اس کی" اداکاری دیکھی تھی۔

ا"یک تھپڑ پڑے گا سارے فرق سمجھ آ جائیں گے۔ "حازم نے اسے تم نہیں سمجھ سکتی والی نظروں سے دیکھ کر بات کو رفع دفع کیا۔ اور بات بدلنے کی غرض سے پوچھا تھا۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

اچھا آئی کیسے ہو۔ "ملازم سے پانی کا گلاس پکڑتے یسریٰ نے لاپرواہی کے ریکارڈ" قائم کرتے جواب دیا تھا۔

آنی نے گاڑی بھیجی تھی۔ "سمجھ کر سر ہلاتا اب حازم گردن گھما کر ماں کو ڈھونڈ" رہا تھا۔

"اور خود کہاں ہیں تمہاری آنی۔"

سلمہ آنٹی کے ہاں گئی ہیں۔ انہی کو چھوڑتے ہوئے خان بابا نے مجھے لیا تھا۔ آ" جائیں گی گھنٹے تک۔ "اس کی ماں کا شیڈول اسے بتاتے یسریٰ نے حازم پر ایک جتاتی نظر ڈالی تھی۔ اور وہ بغیر شرمندہ ہوئے اس کے برابر میں بیٹھنے لگا تھا جب وہ اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر اٹھا گئی۔ حوریہ جو وہاں ابھی آئی تھی اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلاتے اب یسریٰ نے حازم سے کہا تھا

چلو کچھ کھلا ہی دو۔ "وہ جو اس کے خود کو اٹھانے پر ششدر تھا حوریہ کو اس کے" پاس جگہ بناتا دیکھ کر مٹھیاں بھینچ گیا۔ لیکن کر بھی کیا سکتا تھا۔

پھر نرم نظروں سے ان دونوں کو دیکھتے گویا ہوا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ہاں ابھی آرڈر کرتا ہوں۔ "وہ کمرے سے اپنا فون لانے مڑا ہی تھا کہ پیچھے سے آتی" یسریٰ کی آواز پر بس مسکرا دیا۔

" جوتے تو پہن آؤ۔"

"ہاں ہاں جا رہا ہوں۔"

اور یہ کہتے وہ اپنے کمرے کی جانب سرپٹ دوڑا تھا۔ پیچھے یسریٰ حوریہ کے سکول کی داستانیں سن رہی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

حازم کا پہلا سال اختتام کی جانب گامزن تھا جب کہ یسریٰ کا بھی آخری سمسٹر شروع ہو چکا تھا۔ وہ زور و شور سے پڑھائی کرنے میں مگن تھی۔ اسے اب حازم سے بھی زیادہ بات کرنے کا وقت نہیں ملتا تھا۔ تبھی آج حازم اسے یونیورسٹی سے

لے کر ایک ریستوران میں آگیا تھا۔ وہ خود بھی کچھ اداس تھی تبھی کوئی بہانہ کیے بغیر اس کے ساتھ موجود تھی۔

"اب جلدی سے پریشانی بولو اپنی۔" ویٹر کو آرڈر لکھوا کر وہ اس کے بالکل سامنے بیٹھا تھا۔ ایک نظر حازم کو دیکھ کر اس نے بولنا شروع کیا تھا۔

"پتا نہیں کیا ہے یار بابا کا تبادلہ کر رہے ہیں۔ میرے آخری امتحان کے بعد ہم لوگ بہاولپور چلے جائیں گے۔ ابھی تو صرف بابا جا رہے ہیں۔" اس کا انداز جھنجھلاہٹ سے بھرپور تھا۔ قاسم صاحب ایجوکیشن سیکٹر میں گورمنٹ ملازم تھے۔ اسی یونیورسٹی کے ایڈمن سیکٹر میں ان کی جاب تھی۔ جو اب بہاولپور کی اسلامیہ یونیورسٹی میں منتقل ہو گئی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

تین سال ان کی ریٹائرمنٹ میں رہ گئے ہیں سکون سے جاب کرنے دیں۔ مگر" نہیں۔ "حازم نے سر جھٹکا۔ خوش تو وہ بھی نہیں تھا اس کے جانے سے مگر کیا کہہ سکتے ہیں۔ تبھی اس کو بہتر کرنے کے لیے وہ بولا تھا۔

ان کی پروموشن ہو رہی ہے یسریٰ "یسریٰ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔ سامنے رکھا" ایک ٹشو نفاست سے تہہ کرنا شروع کیا تھا۔

ہاں وہ تو ہو رہی ہے مگر پھر بھی جانا ضروری تو نہیں ہے نا۔ "اداسی اب بھی" اس کے لہجے میں رائج تھی مگر اس کا گراف کم ہو چکا تھا۔ پھر وہ ٹشو اسی نفاست سے اپنے بیگ میں رکھتے اس نے بات کا رخ موڑا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اچھا چھوڑو اس بات کو اب مجھے آئندہ تم نے یونیورسٹی میں نہیں بلانا سب کے" سامنے۔ اچھا نہیں لگتا نا۔ وہ تمہاری کلاس فیلو ارم کیسے گھور رہی تھی کینٹین میں دیکھا تھا۔ "صبح کی بات یاد دلاتے اس نے حازم کو ٹھوکا لگایا تھا۔

تم اس کو چھوڑو۔ بہت چپکو لڑکی ہے۔ تمہیں میں نا ایک بہت زبردست فیچر کے" بارے میں بتاتا ہوں۔"ایک تو یہ لڑکا کسی لڑکی کو گھاس ہی نہیں ڈالتا کہ بندہ تھوڑی تفریح ہی کر لے۔ وہ سوچ کر رہ گئی۔ وہ اب بے توجہی سے اسے بولتا سن رہی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ان کی باتوں میں اتنی ہی اقسام کی ہوا کرتی تھی۔ کبھی اتنی گہری اور کبھی بالکل سطحی۔ مگر وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کچھ بھی کہہ جاتے تھے۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کے دائیں جانب موجود ایک خالی کرسی پر آکر بیٹھ گیا تھا۔

موبائیل کے ایمرجنسی فیچر کے بارے میں بتاتے اب وہ خاصا پرجوش تھا۔

"یہ فیچر کم و بیش ہر اینڈرائڈ موبائل میں ہوتا ہے۔ بس اس کو ایکٹیویٹ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس میں آپ اپنے کسی بھی قریبی دوست کا نمبر ڈال سکتے ہیں جو وقت پڑنے پر آپ کی مدد کر سکے۔"

اس کی موبائل سکرین پر جھکا وہ اب سیٹنگز تبدیل کر رہا تھا۔

"تمہارے فون پر میں نے اپنا نمبر ڈالا ہے۔ اب تم سٹارٹ بٹن دباؤ پانچ مرتبہ۔"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

فون اس کی جانب بڑھاتے وہ اب اس کے چہرے پر آیا دبا دبا سا جوش دیکھ رہا تھا۔ جو ہر نئی چیز سیکھنے پر اس کے چہرے پر آتا تھا۔

اس کے ایمرجنسی ایکٹیویٹ کرنے پر اس نے اپنا فون اس کے سامنے کیا جہاں سامنے ہی یسریٰ کے نام سے مدد کا میسج آیا ہوا تھا۔

اس کے علاوہ ایک کال ون ون ٹو کے نمبر پر بھی جا رہی تھی جس کو فوراً سے پہلے حازم نے بند کیا۔ "ایسا نا ہو کوئی ریسکیو ٹیم اس ریستوران کے سامنے آ جائے۔ "وہ کہتے ہوئے ہنسا تھا۔

ویٹر اب ان کے سامنے کھانا لگا رہا تھا۔"ویسے یہ فیچر لڑکیوں کی حفاظت کے لیے بہت کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ ہر کسی کو اسے ایکٹو رکھنا چاہیے "یسریٰ اب بھی اسی فیچر کے ٹرانس میں تھی۔

Visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

تم میرا ایمرجنسی نمبر ہو حازم۔ اب وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ اور حازم کا ڈھیروں خون بڑھا۔ "میں وہ آخری انسان ہوں گا یسریٰ جس سے تمہیں نا امیدی ملے گی۔ کبھی ایسا ہو ہی نہیں سکتا تم پکارو اور مجھے اپنے سامنے نا پاؤ۔ "حازم کا لہجہ روزمرہ سے مختلف تھا۔ یسریٰ کے اندر یکدم ایک الگ احساس جاگا تھا۔ اور اسی احساس کو رفع کرنے کے لیے وہ عام سے لہجے میں حازم سے بولی تھی۔

میں کمپیوٹر کی طالبہ ہوں اور مجھے یہ سب نہیں پتا۔ "اب وہ مصروف دکھنے کے لیے پلیٹ اپنے سامنے رکھ رہی تھی۔

حازم اس کی بات پر ہنس دیا تھا۔

اررے بھئی تم ٹھری کتابی کیڑا۔ اب سب کچھ کورس کی کتابوں میں تو نہیں ملتا" نا۔ کچھ سبق زندگی بھی دیتی ہے۔ "اس کے لہجے میں کچھ تھا جس نے یسریٰ کو چونکنے پر مجبور کیا مگر اب وہ کھانے کی جانب متوجہ تھا۔ مگر زبان ویسے ہی چل رہی تھی۔ پزا کا سلائس یسریٰ کی پلیٹ میں ڈالتا وہ اسی سنجیدگی سے بولا تھا۔

"کبھی کتابوں سے سر اٹھاؤ تو پتا چلے حقیقی زندگی کس قدر کٹھن ہے۔"

اور یسریٰ نے حازم کی بات ہوا میں اڑائی تھی۔ بھلا کتابوں سے باہر کون جینا چاہتا ہے۔ وہ اب سامنے پڑی کیچپ کی بوتل کھول رہی تھی۔ جو حازم نے اس کے ہاتھ

سے لے کر اس کی پلیٹ میں ڈالی تھی۔ پھر وہ اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا۔ یہ سب کچھ یسریٰ کے لیے عام تھا۔ حازم تو ہمیشہ ہی یہ کرتا تھا۔ اگر نا کرتا تو وہ حیران ہوتی۔

"کھانا کھانے کے دوران اسے کچھ یاد آیا تھا۔ "اچھا بابا یاد کر رہے تھے تمہیں قاسم۔ کا پیغام دیتے یسریٰ نے کہا تھا۔

ہاں ان کے جانے سے پہلے چکر لگاوں گا۔ ایک دو لڈو کے میچ پینڈنگ" ہیں۔"حازم نے منہ میں نوالہ ڈالتے مصروف سے لہجے میں کہا تھا۔ اسے کھانے کے بیچ بلایا جانا پسند نہیں آیا تھا۔ یسریٰ بھی خاموشی سے کھانے کی جانب متوجہ ہوئی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ان کے مڈ ایگزام ہوئے ہفتہ گزر گیا تھا۔ اور دن تیزی سے گزر رہے تھے۔ یسریٰ کے پرچے ہو جاتے اور وہ بہاولپور چلی جاتی یہ سوچ ہی جان لیوا تھی۔ مگر کیا کیا جا سکتا تھا۔ اسے اپنے والدین کے پاس رہنا تھا۔

آج یونیورسٹی سے واپسی پر وہ یسریٰ کو اپنے ساتھ ہی گھر لے آیا تھا۔ سلویٰ نے شام میں ان کے گھر آنے کو کہا تھا جبھی وہ حازم کے ساتھ چلی آئی تھی۔ اب بھی وہ صوفے پر پیر پسارے بیٹھی تھی۔ حوریہ کو شاید اس کے آنے کی خبر نہیں ملی تھی ابھی تک۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

انہیں آج واپس آتے راستے میں آمنہ دکھی تھی۔ وہ حازم سے دو سال چھوٹی تھی مگر وہ دونوں ایک ہی کلاس میں تھے شروع سے۔ یہ سوچ کر ہی یسریٰ کا منہ کڑوا ہوا تھا۔ اور وہ اپنے دل کی بات زبان پر بھی لے آئی۔ حازم سے وہ ہر قسم کی بات کر لیتی تھی۔

پتا نہیں خالو نے تمہارا دیر سے سکول میں ایڈمیشن کیوں کروایا۔ "وہ جو اس کے بالکل سامنے والے صوفے پر براجمان تھا اس نے فون میں سے سر اٹھا کر یسریٰ کو دیکھا۔ جو ابھی بھی اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔

تم ایک دو کلاسیں سکپ کرتے بیچ میں تو ہم دونوں ساتھ پڑھ رہے ہوتے اب تک۔ "وہ بے اختیار ہنسا تھا۔ بالوں سے سادہ کالا کیچر نکال کر اس نے دوبارہ بال باندھے تھے۔ دوپٹہ لاپرواہی سے ساتھ پڑا تھا۔ یہ ساری لاپرواہیاں جانے اسی کے سامنے کیوں ہوتی تھیں۔ وہ سوچ کر رہ گیا۔ کیونکہ یسریٰ لاپرواہ قسم کی لڑکی نہیں تھی۔ وہ نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اب تم اس آمنہ کی بچی کے برابر ہو۔ اتنا اتراتی ہے وہ"

حازم یہ ٹاپک سمجھا دو۔ حازم یہ بک دے دو۔ "منہ تیڑھا کر کے بولتی یسریٰ پر اسے بے ساختہ پیار آیا تھا۔ جبھی پیچھے سے آتی حوریہ کی ہانک پر وہ مسکرا دیا۔

"آپا آپ انہیں نظر انداز کیا کریں۔ ہم میں سے کوئی ان سے بات نہیں کرتا۔ مجھے تو اتنا ڈانٹتی ہیں وہ۔ صرف تین سال بڑی ہیں اور ایسے اوپر سے آتی ہیں جیسے تیس سال بڑی ہوں۔ "حوریہ کے جلے کٹے لہجے پر اب کہ وہ بھی مسکرا دی۔ حوریہ آکر اس کے پاس صوفے پر ہی دبک کر بیٹھ گئی تھی۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس نے آج سکول سے چھٹی کی تھی۔ابھی بھی ذرا نقاہت تھی۔ غیر محسوس طریقے سے اس کا ماتھا چیک کر کے یسریٰ نے اسے خود سے لپٹا لیا۔

تو تمہیں کیا پریشانی ہے دو تین سال جاب کرو میری پڑھائی بھی ختم ہو ہی جائے گی "حازم نے سکون سے کہا تھا مگر یسریٰ کی اگلی بات نے اس کا یہ اطمینان چھینا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اررے نہیں بھائی میں نے اس جاب واب کے جھنجھٹ میں پڑنا ہی نہیں" ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم لڑکیوں کو ایک عدد شوہر دیتے ہی کیوں ہیں۔تاکہ ہم آرام سے گھر میں بیٹھ کر کھائیں۔"

حازم کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

میں نے بھی وہی کرنا ہے۔ سکون و اطمینان سے اپنے میاں کے بچے پالوں گی۔" کچھ ساس بہو والے ڈرامے دیکھ کر گھریلو سیاستوں میں حصہ لوں گی۔"اس نے جیسے آپ ہی مزہ لیا تھا۔اور حازم اس کے تاثرات سے اندازہ نہیں کر پایا کہ وہ اپنے ارادوں میں کتنی سنجیدہ ہے۔

ابھی تو بہت وقت ہے اس میں۔"اس کے حلق سے پھنسی پھنسی سی آواز" نکلی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

لو وقت کہاں ہے۔ ابھی پرسوں آئی تھیں نا ایک انٹی کیا پرفیکٹ ساس مٹیریل" تھیں۔ ایسے گھور گھور کر دیکھ رہی تھیں۔ میرے خیال سے تو میرے پیپرز کے فوراً بعد ہی منگنی کا پروگرام رکھیں گے۔ "یہ اس نے حازم کے سر پر بمب پھوڑا تھا۔ اور اسے آج سلویٰ کے آنے کی وجہ پتا چلی تھی۔ یقیناً انزلہ سے یہ معاملہ زیر بحث لانے کے لیے ہی وہ آج آنا چاہ رہی ہوں گی۔ جبکہ وہ اس کے تاثرات سے انجان مزید تفصیل حازم کے گوش گزار کر رہی تھی۔

وہیں بہاولپور کی ہیں وہ خاتون۔ شاید یہاں بات بن جائے۔ وہاں شفٹ ہو کر" "آرام سے منگنی کریں گے کوئی چار چھے مہینے کے لیے اس کے بعد شادی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کے چہرے کے سکون اور اطمینان نے حازم کو ایک بات تو سمجھا دی تھی کہ وہ محبت کی کشتی کا اکیلا مسافر ہے۔ اور یہ کہ یسریٰ اس معاملے میں اس کی کوئی مدد کر ہی نہیں سکتی۔ اس کو اپنی مدد خود ہی کرنی پڑے گی۔ حوریہ ابھی تک یسریٰ

کے کندھے سے لگی بیٹھی تھی۔ وہ اپنی آپا کے نادر خیالات جان کر ان سے متفق بھی تھی۔ لیکن اچھا اسے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ اس کی آپا شادی کے بعد بہاولپور چلی جائیں گی۔

ان کا بیٹا ایسا ہی سو سو ہے۔ سچ کہوں تو عجیب توری کی شکل کا بندہ ہے۔ توبہ" توبہ کہنا نہیں چاہیے بیچارے ہونے والے شوہر ہوں گے میرے مگر۔ پاکستان میں ایوریج شوہر اسی شکل کے ہوتے ہیں۔ آئم ہیپی۔ "آخر میں اس لڑکے پر بھی تبصرہ کر کے وہ اپنے خیالات بتا گئی تھی۔ بہاولپور کا ذکر کرتے اس کے انداز میں اس دن والی اداسی کہیں نہیں تھی۔ حازم کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو لہو نہیں۔یسریٰ کو کسی اور کے ساتھ تصور کرنا ہی اس کے لیے محال تھا۔ وہ سختی سے آنکھیں میچ گیا جبکہ وہ مزید بول رہی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ویسے تم میری اکلوتی سہیلی ہو جس سے میں اس قسم کی ساری باتیں کر لیتی" ہوں۔ یہ تو میری جان ہے اس سے کیا چھپانا۔ "حوریہ کو ساتھ لگاتے اس نے شوخ لہجے میں حوریہ کا چہرہ دیکھتے کہا تھا۔ جس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ وہ مستقل حوریہ کی انگلیاں ہاتھ میں لے کر ان سے کھیلنے میں مگن تھی۔ ساتھ ساتھ زبان چل رہی تھی۔ یونہی بولتے بولتے اس کی نظر حازم کی جانب اٹھی تھی جو اب صوفے پر سیدھا ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ اسے یکدم فکر نے گھیر لیا۔ اور اس کا لہجہ تیزی سے بدلا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

تمہارا چہرہ اتنا سرخ کیوں ہو رہا ہے۔ طبیعت ٹھیک ہے نا حازم۔ تمہیں بھی بخار" تو نہیں "حوریہ کو پیچھے کرتے اس نے ٹیک چھوڑی تھی۔ اس کی فکرمند سی آواز حازم کو خود کا مزاق اڑانے جیسی لگی۔

وہ مٹھیاں بھینچ کر وہاں سے اٹھ گیا۔ یسریٰ کو اس کا انداز عجیب لگا۔

انہیں جانے دیں۔ میری شادی بھی آپ بہاولپور میں کروائے گا۔"حوریہ نے واپس اس کو پیچھے کرتے اس کے کندھے پر سر رکھ ٹکایا تھا۔ اس کی کمزور سی آواز سن کر وہ مسکرا دی۔ "ابھی مت سوچو بہت وقت ہے اس سب میں تم آنکھیں بند کرو۔"غائب دماغی سے اس کو چپ کروا کر وہ دوبارہ حازم کے رویے کے بارے میں سوچنے لگی۔

چند دن یونہی گزر گئے تھے۔ یسریٰ کے گھر والے اس رشتے سے مطمئن تھے۔ جبکہ حازم کی راتوں کی نیند تک اڑی ہوئی تھی۔ جہاں سلویٰ انزلہ کے ساتھ خریداری میں مصروف تھیں وہیں حازم نے یونیورسٹی تک میں یسریٰ کے سامنے آنا بند کر دیا تھا۔ اس دن گھر سے جانے کے بعد وہ یسریٰ کے جانے تک گھر میں نہیں گھسا تھا۔ اسے یسریٰ پر غصہ تھا مگر وہ اس پر اتار نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ وہ واحد ہستی تھی جس پر آیا غصہ اسے دیکھتے ہی رفو چکر ہو جاتا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

یہ بھی ایسا ہی کوئی دن تھا جب حازم کے فون پر یسریٰ کی کال آئی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں بستر پر نیم دراز تھا۔ دو دن سے اسے یونیورسٹی کا بھی ہوش نہیں تھا۔ اماں کال کر کر کے تھک گیا تھا۔

میں دو مہینے میں بہاولپور چلی جاؤنگی۔ "حازم کے کال اٹھاتے ہی وہ لگاتار بولنا" شروع کر چکی تھی۔ جبکہ حازم نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔ اٹھ کر بیڈ پر بیٹھا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

تم نے تو زیادہ ہی سنجیدہ لے لیا یونیورسٹی میں نا ملنے والی بات کو۔ پتا بھی ہے دو" "ہفتوں سے شکل نہیں دکھائی ہے تم نے مجھے اپنی۔ کوئی خیال ہے تمہیں۔ مصنوعی غصے سے بولتے وہ آخر میں کھلکھلائی تھی۔ اور حازم جو اس کی فکر کو کوئی اور رنگ دینے کا ارادہ رکھتا تھا بے اختیار تھم گیا۔ کیا اس لڑکی کو واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یسریٰ یونیورسٹی میں ہی تھی۔ حازم کی کلاس سے اس کا پتا کر کے اس نے حازم کو کال ملائی تھی۔ اب وہ کینٹین آکر بیٹھ گئی تھی۔ اپنے لیے سنگترے کا جوس آرڈر کر کہ اب وہ اصل مدعے کی جانب آئی تھی۔

سنو حازم اس سیمسٹر کے نوٹس بھی میں تمہیں امتحان کے بعد دے جاؤں گی۔ فون پر ہم رابطہ میں ہوں گے۔ پڑھائی میں کوئی مسئلہ ہو مجھ سے پوچھ لینا۔ "کسی بڑے کی طرح نصیحت کرتی وہ حازم کو سلگا گئی۔ "میں چھوٹا بچہ نہیں ہوں یسریٰ جسے تم ہاتھ پکڑ کر لکھنا سکھا رہی ہو۔ اتنی فکر مت کرو "اس کا لہجہ نہایت عجیب تھا۔ یسریٰ نے فون کان سے ہٹا کر گھورا۔ اس کو کیا ہو گیا ہے؟ اس کا جوس آگیا تھا۔ ایک گھونٹ بھرتے اب وہ پھر حازم کی جانب متوجہ ہوئی۔

اچھا اچھا تم چھوٹے بچے نہیں ہو میں سمجھ گئی۔ "اس مصنوعی سا پچکارتے" ہوئے وہ پھر ہنسی تھی۔ اور آج اس کا ہنسنا حازم کے دل پر چھریاں چلا رہا تھا۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

آنی اور حوری کو پیار دینا میری طرف سے ان کو بولو امتحان کے بعد ایک پورا دن" رہنے آؤں گی ان کے ساتھ۔ ابھی ذرا مصروف چل رہی ہوں۔ ابھی بھی یونی میں ہوں۔ "اس کے کہنے پر حازم نے بے اختیار وقت دیکھا تھا۔ اسے یکدم فکر ہوئی۔

روٹ بس کا وقت تو نکل گیا اب گھر کیسے جاؤ گی "وہ بستر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔" اب وہ اپنے کپڑے نکال رہا تھا۔ اس کا گھر یونیورسٹی سے پندرہ منٹ کی دوری پر تھا۔ وہ اسے لے کر گھر چھوڑ سکتا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اررے سارہ اور میں ہیں۔اگلے دو دن چھٹی ہے نا اس وجہ سے اسائمنٹ بنانے" لائبریری تک گئے تھے وہاں دیر ہو گئی تھی۔ ولی بھی ساتھ ہے وہ ہمیں گھر چھوڑ دے گا "حازم کے چلتے ہاتھ رکے تھے۔ پھر اس کے انداز میں زمانے بھر کی سختی آئی۔ "میں دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔ گھر چھوڑ دوں گا کسی کے ساتھ "جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

یسریٰ ارے اررے کرتی رہ گئی اور وہ وہاں سے نکل پڑا تھا۔ اور واقعی جانے کس طرح گاڑی چلا کر دس منٹ میں وہ یونیورسٹی پہنچا تھا۔

سارہ اور ولی دونوں ہی اس کی کلاس میں پڑھتے تھے جبکہ آپس میں وہ کزنز بھی تھے۔ انہیں روانہ کر کے اب وہ اسی کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کے آتے ہی وہ مستقل اسے گھورتے ہوئے گاڑی میں بیٹھی تھی۔

"پتا بھی ہے اس دن میں تمہارا انتظار کرتی رہی اور تم آئے ہی نہیں"۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس طرح بیٹھتے ہی اس کا شکوہ کرنا حازم کے لبوں پر مسکراہٹ لے آیا۔ وہ جانے کتنے دنوں بعد یوں مسکرایا تھا۔ اس خوش باش لڑکے کی مسکراہٹ تک چھن گئی تھی اس سے۔

سارا رستہ وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہی۔ حازم زیادہ تر خاموش ہی رہا تھا۔ اور یسریٰ کے سامنے وہ اکثر خاموش رہتا تھا۔ وہ زیادہ بولنے والی لڑکی نہیں تھی مگر حوریہ اور حازم اس کے واحد دوست تھے جن کے سامنے وہ بلا تکان بولتی جاتی تھی۔ یونیورسٹی میں بھی اس کی کوئی دوست نہیں تھی۔ لیکن سب سے اچھی سلام دعا تھی۔ اس کی واحد دوست سلویٰ تھیں جن سے وہ اپنے دل کی ہر بات بلاتکلف کہہ جاتی تھی۔ اور ماؤں سے اچھا دوست بھلا کون ہوتا ہے۔

اس کو گھر چھوڑتے وہ خود بھی اس کے ساتھ اندر آیا تھا۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

✨✨✨

اردو ناول اور سٹوریز کی سب سے بڑی ویب سائٹ

www.urdunovelbank.com

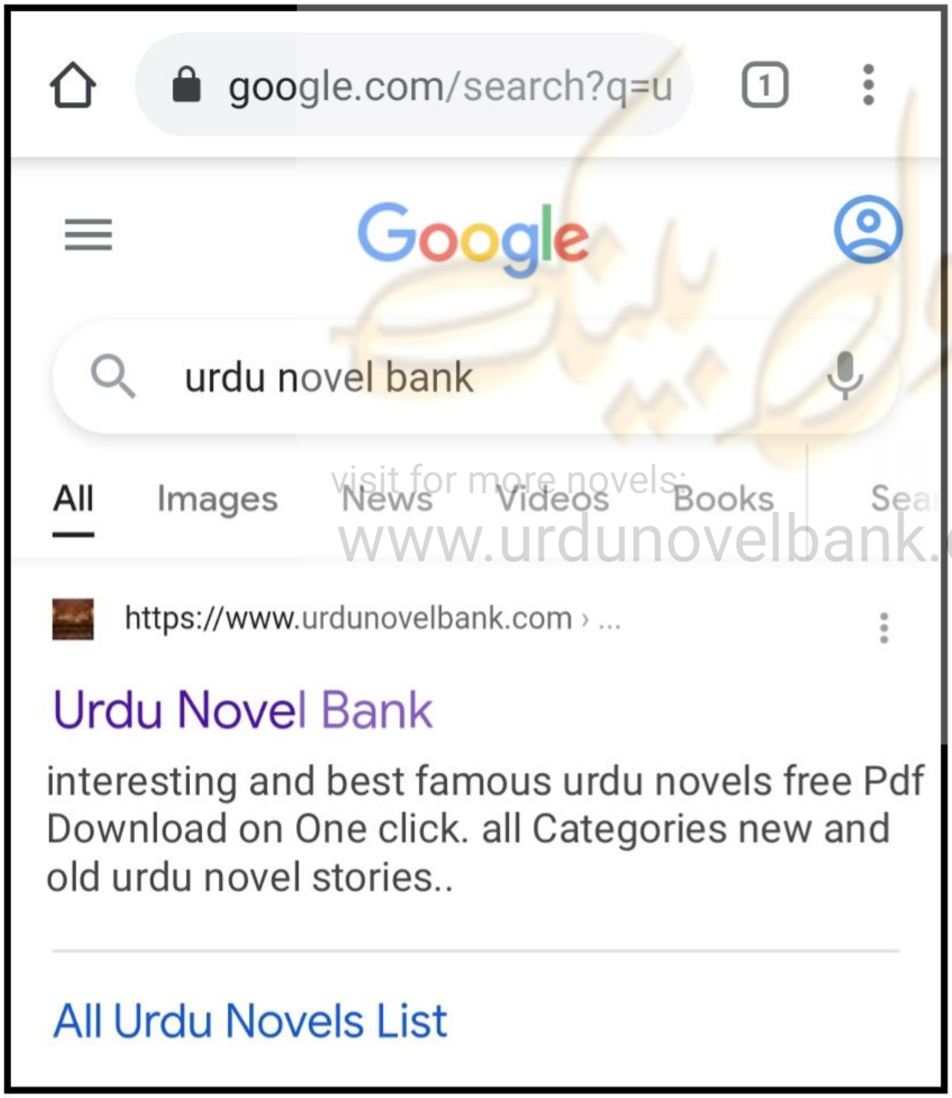

Urdu Novel Bank website

جہاں ملے آپ کو نئے اور اچھے معیاری ناول تمام کیٹگری میں۔۔۔

گوگل پر ٹائپ کریں

Urdu Novel Bank

اور ویب سائٹ سے ڈاؤنلوڈ کریں ہزاروں مکمل ناول مفت میں

تیسرا باب

حازم کو لاونج میں بٹھا کر اس نے ماں کو اس کے آنے کا بتایا تھا۔ خود وہ کمرے میں فریش ہونے گئی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"پتا ہے کتنے دنوں بعد مل رہے ہو آنی سے۔"

مصنوعی انداز میں اس کے کان کھینچتے سلویٰ نے ذرا سا شکوہ کیا تھا۔ اور وہ مسکرا بھی نا سکا۔

میرے پاس تو شکایتوں کا انبار ہے آنی۔ "اس کے روہانسے انداز پر سلویٰ کو کچھ" غلط ہونے کا احساس ہوا۔ انہیں وہ اپنی بیٹی سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ وہ دونوں بہنیں جس قدر ایک دوسرے کے قریب تھیں۔ ایک دوسرے کی اولاد سے انہیں اتنی ہی محبت تھی۔ مگر حازم کے لیے سلویٰ کی محبت سب پر حاوی تھی۔

وہ پریشان ہو اٹھیں۔

"کیا بات ہے حازم۔ اسے اٹھا کر اپنے قریب بٹھایا تھا۔"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس نے کچھ دیر سوچا تھا کہ وہ آنی سے بات کرے یا نا کرے۔ دونوں خاندانوں میں یسریٰ کی شادی کا موضوع زیر بحث تھا۔ سلویٰ کی پریشان صورت دیکھ کر اس نے آخر فیصلہ کر ہی لیا تھا۔

"آنی آپ یسریٰ کی شادی مجھ سے کر دیں۔ میں بھی تو اچھا لڑکا ہوں۔'

اور وہ دنگ رہ گئی تھیں۔ "کیا بات کر رہے ہو حازی "ان کی حیرت سے بھرپور آواز پر حازم نے لب کاٹے۔ پھر مزید مضبوط لہجے میں کہنے لگا۔

تھوڑا سا وقت درکار ہے نا مجھے جلد سیٹل ہو جاؤں گا۔ آپ تھوڑا سا انتظار کر" لیں۔ ورنہ میں ماما سے بات کرتا ہوں۔ "سلویٰ نے شکر کیا تھا کہ اس وقت قاسم گھر پر نہیں تھے مگر ان کا سکون بھی کچھ پلوں کا تھا۔ کیونکہ پیچھے سے آتے قاسم علوی کا دماغ گھوما تھا اس کی بات پر۔

کتنا انتظار کروائیں گے بیٹا جی۔ ابھی چار سال تو آپ کی پڑھائی کے باقی ہیں۔" اس کے بعد کم از کم چار سال چاہیے پاکستان میں لڑکوں کو سیٹل ہونے کے لیے۔ "ان کا لہجہ استہزاء سے بھرپور تھا۔ جس میں غصے کی جھلک شامل تھی۔ وہ بہاولپور جانے کے بعد ہر ہفتے گھر آجاتے تھے۔ اس دفع انہیں گھر کی کچھ زیادہ ہی یاد آئی تھی تبھی وہ جمعے کو چلے آئے۔ اور اچھا ہی ہوا۔ ورنہ وہ سلویٰ کی حازم سے

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

محبت کے بارے میں انجان نہیں تھے۔ان سے کچھ بعید نہیں تھی کہ وہ اپنے بھانجے کی محبت میں اپنی بیٹی کا مستقبل بھی داو پر لگا سکتی تھیں۔

میں پارٹ ٹائم جاب کر لوں گا۔ "اس کی آواز ممنانے سے زیادہ نا تھی۔ جبکہ" قاسم ابھی بھی اسی تحمل سے بول رہے تھے۔

اس وقت یسریٰ اکیس سال کی ہے تب انتیس کی ہوگی۔ اورپتا ہے کیا اس عمر" میں پاکستان میں لڑکیوں کی گود میں تین تین بچے ہوتے ہیں۔ اورتب تک تمہارا انتظارکروائیں ہم اور آخر میں تمہارے اس خود سر باپ نے انکار کر دیا تو میری بیٹی "تو رل جائے گی نا۔

ان کی آخری بات پر سلویٰ دہل اٹھی تھی دل تو قاسم صاحب کا بھی کانپا تھا اپنے الفاظ پر ۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

جبکہ مستقبل کی اس قدر ہولناک تصویر کھینچنے پر حازم کا دل بھی ڈوبا تھا۔ ہاں وہ مستقبل ہولناک ہی ہوگا نا جس میں یسریٰ کے ساتھ حازم نا ہو۔ وہ یکدم ہی مڑا تھا۔ مڑنے سے پہلے اس نے سیڑھیوں کے قریب ایک ہرا آنچل دیکھا تھا۔ جو یقیناً وہی ہستی تھی جس کی ذات موضوع بحث تھی۔ وہ تیزی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

دوسری جانب یسریٰ کے اوپر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔ وہ اس کا سب سے بہترین دوست تھا۔ وہ اس کے بارے میں ایسا کیسے سوچ سکتا تھا۔ اور اس سے بات کیے بغیر وہ کیسے اس کے ماں باپ کے سامنے اس کی ذات دو کوڑی کی کر سکتا تھا۔ انہیں تو یہی لگے گا نا کہ ان کی بیٹی نے ان کی ناک کے نیچے کوئی افئیر چلایا ہے۔ یا جب وہ خود ان سے بات نا کر سکی تو حازم سے کہلوا رہی ہے۔

Visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کا دماغ جس نہج پر سوچ رہا تھا وہ خیالات تو دور دور تک ان تینوں کے ذہن میں نہیں آئے تھے۔ کیونکہ سچ یہی تھا کہ ان تینوں ہی کی محبت اس کے لیے بہت خالص تھی۔

وہ دونوں گھر میں گھسے ہی تھے کہ انزلہ کی آواز نے ان کے قدم روکے۔ "کیسی ہیں سلویٰ اور یسریٰ؟ "وہ گھر میں بتائے بغیر گئے تھے مگر ماں کا جان جانا عبث تھا۔ اور ماؤں کو تو سب پتا ہوتا ہے۔

"ٹھیک ہیں آنی آپ خود کیوں نہیں ملنے جاتیں؟"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

حازم کا لہجہ خوشامدانہ تھا۔ "تم نے کوئی کسر چھوٹی ہے۔ تین سال سے میں نے یسریٰ سے بات نہیں کی اب کس منہ سے جاؤں ان سے ملنے۔ "ان کا لہجہ کچھ خشک تھا۔

حوریہ نے بے اختیار بھائی کا چہرہ دیکھا۔ وہ ہنس رہا تھا۔ اس نے ناگواری سے سر جھٹکا۔ آپا صحیح کہتی ہیں اس سے ڈھیٹ انسان دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔

حازم نے آگے بڑھ کر ماں کو شانوں سے تھاما تھا پھر وہیں قریب میں پڑی کھانے کی میز کے پاس رکھی کرسی پر بٹھا کر گویا ہوا۔

آپ وہ پہلی خاتون ہوں گی جو اپنی بہو کی وجہ سے بیٹے کو باتیں سنا رہی ہیں "اس کی ڈھٹائی پر وہ حازم کے ہاتھ جھٹک گئیں۔

حازم "ان کے تنبیہی لہجے پر وہ تھوڑا سنجیدہ ہوا تھا۔ "اب قاسم انکل کے پاس کوئی بھی وجہ نہیں ہے انکار کی ماما۔ بابا سے بات کرنا میری ذمہ داری ہے قاسم "انکل کو آپ نے اور آنی نے منانا ہے۔

اس کے لہجے کے اتار چڑھاؤ نے انزلہ کا دماغ گھمایا تھا۔ کسی قدر سنجیدہ لہجے میں یکدم ہی شوخی گھلی تھی۔ "اور اپنی بہو کی فکر چھوڑ دیں وہ بچپن سے مانی ہوئی ہے۔ بس بلاوجہ کے نخرے دکھا رہی ہے۔ اسے خود کچھ نہیں پتا۔ یہ سیمسٹر ختم ہوتے ہی آپ آنی کے ہاں جا کر ہمارے رشتے کی بات کریں گی۔ بس۔"

اس کے دو ٹوک لہجے پر انزلہ کے ساتھ ساتھ حوریہ بھی دنگ تھی۔

"تم دونوں نے وہ تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔ تین سال جو اس کے ساتھ کیا ہے تم دونوں کی شکلیں دیکھ رہی ہے بہت ہے۔" انزلہ کو خود حازم کی بات پسند نہیں آئی تھی۔ گزشتہ کچھ عرصے سے جو رویہ اس پورے گھرانے کا اس بے چاری بچی کے ساتھ رہا تھا وہ کسی بھی صورت قابل قبول نا تھا۔ یہ تو ان کی بہن کی عنایت تھی کہ انہوں نے ان کے بچوں کو کھڑے کھڑے گھر سے نا نکالا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

نہیں ماما آپا نے مجھے کچھ نہیں کہا۔ مجھ سے بات بھی کر رہی تھیں۔ "حوریہ نے فوراً ہی حازم کی طرف داری کرنی چاہی تھی۔ حالانکہ وہ آتے ہوئے حوریہ سے نہیں ملی تھی نا ہی یسریٰ حازم اور اس کے ان کے گھر جانے پر خوش تھی۔

حوریہ کی بات کو نظر انداز کر کے انزلہ ابھی بھی حازم سے ہی کہہ رہی تھیں۔ "اور اس کے ساتھ جو ہو چکا ہے وہ بہت بکھر گئی ہے حازی۔ یہ زبردستی کہیں اسے توڑ نا دے بیٹا تم سمجھتے کیوں نہیں ہو۔ "انھوں نے اب پر ملال انداز اپنایا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

حازم چند لمحے انہیں دیکھتا رہا پھر بولا تو اس کا لہجہ کسی بھی احساس سے عاری تھا۔

آپ کیوں نہیں سمجھ رہی ماما۔ ہم دونوں ہی تکلیف میں ہیں۔ وہ ایک سمپل" زندگی چاہتی ہے۔ جو اس کے پاس ابھی نہیں ہے۔ میں اسے جوڑ لوں گا۔ میں اسے سنبھال لوں گا۔ آپ لوگ مجھ پر کیوں نہیں بھروسہ کرتے ہیں۔ "اس کے انداز میں بے بسی سی تھی۔ انزلہ اس کی شکل دیکھ کر رہ گئیں۔

کیا میں یسریٰ کو کوئی تکلیف دے سکتا ہوں مجھے بتائیں۔ "اس نے بہت مان" سے انزلہ کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ پیچھے سے آتے مہتاب ابصار نے اپنے اکلوتے بیٹے کی بے بسی سے بھرپور آواز پر پہلو بدلا تھا۔

انہیں تین سال پہلے ہی اس معاملے کی بھنک پڑ گئی تھی اور اپنے تب کے رویے پر وہ اب تک شرمندہ تھے۔

آپ کو کیوں لگتا ہے بیگم کہ آپ کی بہن ہمارے ہونہار سپوت کو اپنی اکلوتی اولاد" "کا رشتہ نہیں دیں گی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

انہوں نے قدرے شوخی سے کہتے ان تینوں کو ہی حیرت میں دھکیلا تھا۔ انزلہ تو اپنے شوہر کہ اس بدلاؤ پر حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھیں۔ جبکہ حوریہ یکدم ہی خوشی سے اچھل کر باپ کے گلے لگی تھی۔ "سچ بابا ہم آپا کی شادی بھائی سے

کر سکتے ہیں۔ آپ قاسم انکل کو منانے میں ہماری مدد کریں گے۔ "وہ ذرا سا سر ہاں میں ہلا گئے تھے۔

حازم کو یہ سب سمجھنے میں تھوڑا وقت لگا تھا مگر اب اس کے چہرے پر مطمئن مسکراہٹ تھی۔ باپ سے شکووں میں قدرے کمی آئی تھی۔

یہ ہمارے گھروں میں باپ بعض اوقات اپنے کہے صرف ایک جملے سے اپنے متعلق تمام شکووں کو دھو ڈالتے ہیں۔ اور یہ ہنر صرف انہی کے پاس ہوتا ہے۔ انہیں دلوں میں واپس جگہ بنانے کے لیے لمبے لمبے مکالمے بولنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کے رویوں میں ذرا سی تبدیلی ہمارے دلوں میں ان کی عزت اور محبت کو دو گنا کر دیتی ہے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

یسریٰ ماضی کی گہرائیوں سے واپس آئی تھی۔ ماضی بہت ہی عجیب ہوتا ہے کبھی ہنساتا ہے کبھی رلاتا ہے زندگی کے الگ ہی پہلوؤں سے روشناس کراتا ہے۔

باہر سے اب آوازیں آنا بند ہو گئی تھیں۔ حوریہ کچھ دیر پہلے اس سے ملنے بھی آئی تھی مگر اس نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔ اس نے اٹھ کر واش روم کا رخ کیا تھا۔ پانی کھول کر اپنا چہرہ دیکھا تھا۔ وہ ابھی بھی ویسی ہی تھی تین سال پہلے جیسی مگر اس کے اندر بہت کچھ بدلا تھا۔

کل یونیورسٹی میں پہن کر جانے والے کپڑے الگ کر کے وہ باہر آئی تھی۔ سلویٰ قاسم صاحب کے ساتھ لاونج میں بیٹھی تھیں۔ انہیں وہیل چیئر پر بیٹھا دیکھ کر اس کا ملال پھر جاگا تھا۔ اس سب عرصے میں کسی کا کوئی قصور ہو یا نہ ہو۔ قاسم صاحب کی اس حالت کی قصوروار وہی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ان کے قریب صوفے پر بیٹھتے اب وہ انہیں یونیورسٹی کے چند فرسودہ قصے سنا رہی تھی جس پر اسے خود بھی ہنسی نہیں آتی تھی۔ مگر قاسم اس کا ساتھ دینے کے لیے مسلسل مسکرا رہے تھے۔

شروع میں اس نے گھر میں بولنا بالکل ہی کم کر دیا تھا۔ مگر قاسم صاحب کی طبیعت بگڑنے کے بعد وہ بہت مشکل سے ہی سہی مگر گھر میں پہلے جیسی ہو رہی تھی۔ گھر سے باہر اس کی سنجیدگی قابل دید تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

رات کے دوسرے پہر اپنے کمرے میں سوئے ہوئے مہتاب کی پشت دیکھتے انزلہ نے آج ہوئے واقعے کو سوچا تھا۔ وہ ہمیشہ سے سخت گیر تھے۔مگر ان کے اور بچوں کے معاملے ان کی سختی بہت کم رہ جاتی تھی اور تین سال پہلے انہوں نے حازم کے لیے بہت سخت فیصلہ لیا تھا۔ انزلہ کے ذہن میں تین سال پرانا واقعہ گھوما تھا۔ وہ اپنے شوہر سے شاکی تھیں مگر وہ واقعی حالات کا قصور تھا۔ اس کے

بعد مہتاب بیمار بھی رہنے لگے تھے حازم نے باپ کی ذمہداریاں کم کرتے ہوئے آفس سنبھالا تھا مگر ان سے شکووں میں کمی نہیں آئی تھی۔

انزلہ-- حازم--- "مہتاب بہت غصے میں گھر میں داخل ہوئے تھے۔"

آج قاسم کی کال آئی تھی۔ اپنی بیٹی کے نکاح میں دعوت دے رہا تھا۔ اور کہہ رہا" تھا کہ میں اپنے بیٹے کو سمجھاؤں۔ "مہتاب کا غصے سے برا حال تھا۔ انزلہ حازم اور حوریہ ڈر کر کمروں سے باہر آئے تھے۔ ان کو دیکھتے انہوں نے اونچی آواز میں کہا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اررے کرے اس کی اولاد اور نام وہ میرے بیٹے کا لگا دے۔ کسی بھی لڑکے کو" اتنی شے لڑکی کی پزیرائی پر ہی ملتی ہے کہ وہ اس کے باپ سے اس کا ہاتھ مانگ لے۔

اور تمہارے بیٹے نے تو گھر میں بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔" انہوں نے انزلہ کو رگڑا تھا۔ وہ غلط فہمی کا شکار تھے مگر ان کی سخت طبیعت کے باعث انزلہ سے ان کے سامنے کوئی بات ہی نا ہو پا رہی تھی۔ لیکن ان کی بدگمانی پر حازم کا بھی دماغ گھوما بیٹا تو وہ انہی کا تھا۔

بابا اس میں ماما کی کوئی غلطی نہیں ہے۔" لہجہ اس کا بھی سخت تھا مگر باپ کا" احترام آڑے آیا تھا۔

"جو بھی ہے اب میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر سے کوئی بھی ادھر قدم رکھے گا۔" ان کے سرد انداز پر ان تینوں نے ہی حیرت سے آنکھیں کھول کر مہتاب کو دیکھا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

لیکن مہتاب اس کا نکاح ہے۔ میری بہن بالکل اکیلی ہے۔ "انزلہ کی نم آواز"
بھی ان کا فیصلہ نا بدلوا سکی۔ باپ کے رویے سے حوریہ سہم گئی تھی۔

تمہاری بہن کو تو تمہارا خیال آیا نہیں تم یہاں اس کی محبت میں پاگل ہوئے"
جاؤ۔ "ان کا لہجہ حد سے زیادہ کھردرا تھا۔ حازم جو کب سے خاموش تھا۔ باپ کے
ماں سے ناروا سلوک سے ہتھے سے اکھڑا تھا۔ قدرے نرم لہجے میں حوریہ کو مخاطب کیا
تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"حوری تم اپنے کمرے میں جاؤ"

حوریہ کو روانہ کر کے وہ باپ کے سامنے اکھڑا ہوا تھا۔

"آئیندہ آپ حوریہ کے سامنے ہماری ماں سے اس طرح بات نہیں کریں گے۔"
مہتاب کو خود بھی اپنے رویے کا احساس تھا مگر بیٹے کی بد تمیزی نے ان کی سوچنے

سمجھنے کی صلاحیت ضبط کر لی تھی۔ وہ غصے سے کانپ رہے تھے جب وہ دوبارہ

بولا۔

رہی بات یسری کی تو جو مجھے ٹھیک لگا میں نے کیا۔ "اس کی بات ختم ہونے"

سے پہلے ہی مہتاب نے سرد لہجے میں کہا تھا۔

اب اس لڑکی کا ذکر اس گھر میں نہیں ہوگا۔ اگر اتنا ہی تمہیں شوق چڑھا ہے"

شادی کا تو میں آمنہ سے تمہارا رشتہ پکا کر دیتا ہوں۔ شادی تمہاری پڑھائی ختم

ہونے کے بعد ہی ہوگی "ان کا لہجہ دو ٹوک تھا۔ باپ کی گل افشانی پر حازم نے

تلخی سے سر جھٹکا۔

بہت بہت مہربانی اپنی عنایتیں اپنے پاس رکھیں۔ "مہتاب کا پارہ مزید چڑھا تھا۔"

غصے میں آگ بگولہ ہوتے انہوں نے غضب کی سختی سے کہا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

باپ سے بات کیسے کرتے ہیں کیا اب یہ بھی سکھانا پڑے گا۔ "ان دونوں کے" درمیاں تلخی بڑھتے دیکھ کر انزلہ آگے بڑھی تھی۔ بازو سے اپنے شوہر کو تھام کر انہوں نے معاملہ ٹھنڈا کرنا چاہا تھا

بات سنیں مہتاب۔ اب اس گھر میں یسری۔۔۔ "بات کرتے وہ ذرا کی تھیں۔" کئی آنسو اندر اتار کر وہ دوبارہ بولیں "کی کوئی بات نہیں ہوگی۔ مگر اسے پڑھنے دیں آمنہ کی بات آپ ابھی مت کریں "وہ چاہے جتنے بھی غصے میں تھے مگر اپنی شریک حیات کے ساتھ ویسے ہی بہت زیادتی کرچکے تھے اسی لیے خاموش ہوتے قریب میں پڑے صوفے پر بیٹھ گئے۔

اور یہ تم ماں کے جڑے ہاتھ دیکھو۔ اور اپنی پڑھائی پر توجہ دو حازی جاؤ یہاں" سے۔ "مہتاب کو خاموش کرواکر وہ حازم پر چیخی تھیں۔ اس نے شاکی نظروں سے ماں کو دیکھا تھا۔ اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

ان کے برابر میں بیٹھ کر اب وہ اپنی سانس بحال کر رہی تھیں۔ مہتاب کو بے اختیار ان پر ترس آیا تھا۔ مگر ان کی انا آڑے آگئی تھی۔ وہ وہاں سے اٹھ کر کمرے کی جانب چلے گئے۔ مہتاب کو یوں خاموشی سے جاتے دیکھ کر انزلہ کے دل میں کچھ ٹوٹا تھا۔ اتنے سالوں کی رفاقت کا یہ صلہ دیا تھا انہوں نے۔ وہ سر پیچھے ٹکا کر آنکھیں موند گئیں۔ کچھ دیر میں انہوں نے حوریہ کو خود کے ساتھ بیٹھتا محسوس کیا تھا وہ جانتی تھیں وہ ڈر گئی ہے مگر ان میں فالحال آنکھیں کھول کر اسے تسلی دینے کی بھی سکت نا تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

وقت کا کام ہے گزرنا۔ یہ جیسا بھی ہو گزر جاتا ہے۔ برا وقت گزر چکا تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ آنے والا وقت صرف مثبت تبدیلیاں لانے والا ہے۔ انہوں نے خود بھی بستر پر دراز ہو کر آنکھیں بند کی تھیں۔

اس سیمسٹر کے مڈ ایگزام ہونے میں دو ہفتے باقی تھے۔ اسے لگ رہا تھا اس نے ساتویں سیمسٹر کی کلاس لے کر اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔ حازم سے سامنے کی صورت وہ ہر گز کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی مگر اس لڑکے کے پاس اس کو زچ کرنے کے نت نئے طریقے موجود تھے۔

فالحال وہ وہ کینٹین کے ایک سنسان گوشے میں بیٹھ کر آدھے گھنٹے بعد ہونے والا لیکچر تیار کر رہی تھی۔ در حقیقت وہ حازم سے چھپ رہی تھی۔ اور سر زمان کے آفس میں ایک میٹنگ تھی جس کی وجہ سے وہ وہاں پناہ نہیں لے سکتی تھی۔ ان کے آفس کے علاوہ وہ کہیں بھی کسی بھی وقت ٹپک پڑتا تھا۔ خیر آ تو وہ ان کے آفس میں بھی جاتا تھا۔ اور معلوم نہیں اسی وقت کیسے آتا تھا جب سر کلاس لینے جاتے تھے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کی سوچوں کا محور حازم ہی تھا جب اس کے کانوں میں کچھ جانی پہچانی آوازیں پڑی۔ وہ ساتویں سیمسٹر کی چند لڑکیاں تھیں۔ جن کا موضوع بحث لڑکیوں کی پڑھائی کے دوران شادی تھا۔پاکستان میں نوے فیصد لڑکیاں پڑھائی کے دوران یا پڑھائی پوری ہوتے ساتھ ہی بیاہ دی جاتی ہیں۔ اور ان میں سے بھی اسی فیصد گھر پر بٹھا دی جاتی ہیں۔ مارننگ کلاس کی دو لڑکیوں نے فائقہ اور ارم کو روک رکھا تھا۔چونکہ فائقہ کی حال ہی میں منگنی ہوئی تھی اسی وجہ سے وہ اس کا مزاق اڑا رہی تھیں۔

یار فائقہ تمہاری تو شادی ہو جائیگی اب تمہارا یونیورسٹی آنا بنتا نہیں ہے ویسے۔ پڑھ لکھ کر ویسے بھی کون سا تیر مار لینا ہے تم نے۔" مارننگ کلاس کی ارم کے اس تبصرے پر ایوننگ کی ارم کو بہت غصہ آیا تھا مگر وہ لڑائی ہو جانے کے ڈر سے خاموش تھی۔ مگر یسریٰ کو اس قسم کا کوئی خوف لاحق نہیں تھا۔ اپنی نشست سے اٹھ کر وہ ان پانچوں لڑکیوں کے قریب آگئی تھی۔ فائقہ اور ارم نے اسے دیکھ کر

منہ بنایا تھا کیونکہ وہ مارننگ کلاس کی پسندیدہ شخصیات میں سے ایک تھی۔ مگر اس کے اگلے الفاظ پر وہ سب ہی ایک دوسرے کا منہ تک کر رہ گئے تھے۔

اگر لڑکی نے آگے جا کر جاب نا کرنی ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس سے" پڑھائی کے مواقع چھین لیے جائیں۔ آپ ماشااللہ سے پڑھے لکھے میچور خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں اگر اپ کی یہ سوچ ہوگی تو اس ستر فیصد پسماندہ اور غیر خواندہ "پاکستان سے تو ہمیں کوئی امید ہی نہیں رکھنی چاہیے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

مارننگ کلاس کی ارم کا سر شرمندگی سے جھکا تھا۔ جبکہ ارم اور فائقہ کے چہروں پر مطمئن مسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا۔ ارم اور فائقہ ہنوز کھڑی تھیں اور یسریٰ کو بھی کسی نے بیٹھنے کا نہیں کہا تھا۔ جبکہ وہ ابھی بھی کہہ رہی تھی۔ "اگر کسی لڑکی نے شادی کر کے بچے ہی پالنے ہیں تو اس میں بری بات تو کوئی ہے ہی نہیں۔ ایک ماں نسلوں کی امین ہوتی ہے۔ اگر وہ پڑھی لکھی ہوگی تو اس کا اثر آنے والی نسلوں

پر پڑے گا۔ ایک جاہل ماں اور ایک پڑھی لکھی ماں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔"

آخر میں ابرو اٹھا کر اس نے تائید چاہی تھی۔ ان کو خاموش دیکھ کر وہ ارم اور فائقہ سے مخاطب ہوئی تھی۔ "آپ کے لیکچر کو دیر ہو رہی ہے اب مجھے باہر گھومتے ہوئے نظر نہیں آئیں آپ دونوں۔" جبکہ ان تینوں کی جانب دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے وہ واپس اپنی کرسی کی جانب آگئی تھی۔ اس کا اگلا لیکچر بس شروع ہونے والا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"یار چڑیل اتنی بھی بری نہیں ہے۔"

گروپ میں فائقہ نے میسج چھوڑا تھا۔ اور پوری کلاس کے تبصرے شروع ہو گئے تھے۔

میں نے تو پہلے ہی کہا تھا اتنی خوبصورت لڑکی صرف روڈ ہونے کا ناٹک ہی کر سکتی ہے۔"

یہ امان تھا جس نے یہ تبصرہ کرنے پر ساتھ بیٹھے حازم سے تھپڑ کھایا تھا۔

اب فائقہ پوری کلاس کو اپنی ارم اور یسریٰ کی باتیں بتا رہی تھی۔ یہ پوری کلاس ہی ایسی تھی جس میں کسی کی کوئی بات دوسرے سے نا چھپی تھی۔ ان سب کے اتفاق کی وجہ سے ہی وہ ہر سال ڈپارٹمنٹ کی سب سے بہترین کلاس کا ایوارڈ بھی پاتے تھے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

وہ جانے سے پہلے سارے نوٹس اس کے لیے دے کر آ گئی تھی۔ اور آخری دفع اس سے مل کر بھی نہیں آئی تھی۔ حوریہ اور آنی بھی اس سے بات نہیں کر رہی تھیں۔ اسے حازم پر غصہ تھا۔ آخر وہ ان کی دوستی کو یوں داؤ پر کیسے لگا سکتا ہے۔

سب کچھ بالکل ٹھیک چل رہا تھا۔ وہ اپنی زندگی میں اکلوتے دوستوں کے ساتھ خوش تھی۔ مگر حازم نے سب خراب کر دیا۔ اس کی نظر میں سارا قصور حازم کا تھا۔ اس کے بابا تو کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتے۔

ایسا ہی تو ہوتا ہے۔ اس کے بابا نے کیا غلط کہا تھا کہ ماما آنی حازم اور حوریہ سب ہی ناراض ہو کر بیٹھ گئے۔

شادی کے لیے تو ویل سیٹلڈ بندہ ہی ڈھونڈا جاتا ہے نا۔ پھر چاہے کتنی ہی بھیانک ساس نندوں کا سامنا کرنا پڑے۔ ایک لڑکا جو خود اپنے خرچے پورے نا کرسکے وہ اپنی بیوی کے خرچے کیسے پورے کرے گا۔ اوپر سے مہتاب انکل کے مزاج کو پورا خاندان جانتا تھا۔ حازم کو اس قسم کی بات اٹھانی ہی نہیں چاہیے تھی۔ اچھا بھلا اس کی زندگی بالکل سیدھی جا رہی تھی اور حازم کے بچے نے لا کر اپنے جزبات کا ٹرک اس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ کوئی حادثہ تو پھر اس کے ساتھ بھی ہونا بنتا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

مگر وہ حتی الامکان اپنی سوچوں پر پہرے بٹھائے ہوئے تھی۔ اس کے تمام جزبات کے اوپر حازم کے لیے غصہ حاوی تھا۔

بہاولپور آکر اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ کہاں وہ شادی کے لیے اتاؤلی ہوئی جا رہی تھی اور کہاں اب اسے ان تمام چیزوں سے وحشت سی ہونے لگی تھی۔ اس کے نکاح کی تاریخ رکھی جا چکی تھی۔ بازار کے چکر لگ رہے تھے خریداری ہو رہی تھی اور سلویٰ ان سب کاموں میں بالکل چکرا کر رہ گئی تھیں۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

قاسم نے مہتاب سے بات کر کے حازم کو روکنے کا کہا تھا۔ جس پر ان دونوں کی تلخ کلامی ہوئی تھی۔ اور انہوں نے انزلہ کو اس کے نکاح میں شامل ہونے کی اجازت ہی نا دی تھی۔ کجاکہ شادی کی تیاری میں وہ کچھ ہاتھ بٹاتیں۔ تبھی سلویٰ بھی بہت اکیلی پڑ گئی تھیں۔

اس کے نکاح کا دن بھی بالکل عام سا دن تھا۔ ان کے گھر کوئی رونق ہی نا تھی۔ قاسم اکلوتے تھے اور ان کے کچھ دور پار کے رشتہ دار بس شادی ہال تک ہی آئے تھے۔ اور سلویٰ کی جانب سے کوئی دور کا رشتہ دار بھی شامل نا تھا۔ انہوں نے خود ہی نہیں بلایا تھا کہ وہ کسی کو انزلہ کی غیر حاضری کا کیا جواب دیتیں۔

وہ سر زمان کے کمرے میں بیٹھی اسائمنٹ پر نمبرز لگا رہی تھی جب کوئی دستک دے کر کمرے میں داخل ہوا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ حازم کو کیسے پتا چلتا ہے سر زمان اس وقت کمرے میں نہیں ہے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

تم یہاں کیوں آئے ہو۔ "ایک نظر اس پر ڈال کر مصروف سے سپاٹ لہجے میں" پوچھا گیا تھا۔

وہ جو آج اتنی تیاری کر کے آیا تھا۔ چیک والی شرٹ نئی جینز ساتھ میں جوگرز اس کے اتنے ٹھنڈے رد عمل پر سر جھٹک گیا۔ وہ ہمیشہ اسے ایسے کپڑے پہننے کا مشورہ دیتی تھی۔

ان دنوں وہ آفس سے واپسی پر ہمیشہ ہی فارمل سوٹ میں ہوتا تھا۔ آج اتنی تیاری کرنے کے چکر میں اس نے دیر کردی تھی۔ اور نتیجتاً اس کا لیکچر ہی مس ہوگیا تھا۔ اور اب سر زمان اس کی کلاس میں تھے اور وہ یہاں ان کے آفس میں۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

تم سے بات کرنی تھی "اسے متوجہ نا دیکھ کر وہ سیدھا مدعے پر آیا تھا۔ اس نے" مصروف سی نظر اسائمنٹ پر سے اٹھا کر اس پر ڈالی تھی۔ وہ یقیناً وجیہہ لگ رہا تھا۔ یسریٰ نے سر جھٹکا۔ "آپ کی اسائمنٹ نہیں ہے اس میں آپ کے سیشنل کٹیں گے حازم۔ "اس قدر اجنبی لہجے پر حازم کا خون کھولا تھا۔ "ماما یہ سیمسٹر ختم ہوتے ہی ہمارے رشتے کی بات کرنے آئیں گی۔ "اس کی بات پر یسریٰ کے سر

پر آسمان آگرا تھا۔ "تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔ "سیٹ اور اسائمنٹ پیپر چھوڑ کر وہ پروفیسر کی میز کے پاس آکھڑی ہوئی تھی۔ "جب دل ہی خراب ہو گیا ہے تو دماغ ٹھیک رکھ کر کیا کروں گا۔ میری زندگی میں آؤ گی تو دونوں چیزیں اپنے حساب سے ٹھیک کر لینا۔ "اس نے میز سے ٹک کر اسے اوپر سے نیچے دیکھتے مزے سے کہا تھا۔ اس کی بے تکی باتوں پر یسریٰ کے دماغ کا میٹر گھوما تھا۔ "حازم ایک منٹ سے پہلے یہاں سے گم ہو جاؤ "سختی سے کہتے وہ مڑی ہی تھی جب وہ قدرے مختلف لہجے میں بولا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"ایک شرط پر یہاں سے جاؤں گا۔"

وہ اس کے قریب بالکل قریب آکر کھڑا ہوا تھا۔ یسریٰ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اتنے قریب کھڑے دیکھ کر اس نے حلق تر کیا۔ بولنے کی کوشش کی تو آواز نے

ساتھ ہی نا دیا تھا۔ اسے خوامخواہ غصہ چڑھا۔ جو وہ اتار بھی نا سکتی تھی۔ حازم کا ایسا روپ اسے الجھا رہا تھا۔ وہ تو حازم سے کھل کر بات کرنے کی عادی تھی۔

بولو "اب کہ آواز جو نکلی تھی وہ سرگوشی سے زیادہ نا تھی۔ اسے مشقت میں پڑتا" دیکھ کر حازم کے لبوں کو ایک شرارتی مسکراہٹ نے چھوا۔ پیچھے ہو کر اس نے ان دونوں کے بیچ کچھ فاصلہ بنایا تھا۔ مگر یہ اتنا نا تھا کہ پاٹ نہ سکیں۔ پھر بھی یسریٰ نے مشکور نظروں سے اسے دیکھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اب کہ وہ بولا تو اس کی آواز میں گہری سنجیدگی تھی۔ "دیکھو یسری اگلے ہفتے مڈ ایگزام ہونے والا ہے اگر تم وعدہ کرو کہ میرے پورے نمبر آئیں گے تو میں ابھی یہاں سے چلا جاتا ہوں۔ اور یہ رشتے والی تلوار بھی تمہارے سر سے ہٹ جائے گی۔"

اس کی بات پر یسریٰ کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔ اس نے حیرت سے حازم کو دیکھا۔ وہ نا ممکن بات کر رہا تھا۔

ہاں چاہے تم خالی پرچہ میرے حوالے کر دو۔ "اس کے ایک دم سہی تکا لگانے" پر وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔ اس کو یوں ڈھٹائی سے ہنستا دیکھ کر اس نے سامنے رکھا شو پیس اٹھا کر اس کی جانب پھینکا تھا۔ جسے کیچ کر کے وہ دائیں آنکھ دبا گیا۔ "جس نے یسریٰ کے غصے کو اور ہوا دی تھی۔ "تم ایک نمبر کے گھٹیا انسان ہو۔ کچھ اور نا سوجھا تو وہ وہیں صوفے پر بیٹھ کر رو دی۔ حازم کی ساری شوخی ہوا ہوئی تھی۔ وہیں اس کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔

آئم سوری یسریٰ نہیں چاہیے پورے مارکس اور کبھی تنگ نہیں کروں گا۔ "اس" کے یوں قریب بیٹھنے ہر اس کا دل دھڑکا تھا۔ وہ جو اتنے سالوں سے اپنی بے چینی کو کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی۔ اسے یکدم احساس ہوا تھا کہ سامنے بیٹھا لا بالی سا لڑکا محبت کے اس رستے کا اکیلا مسافر نہیں تھا۔ اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کر وہ بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

کچھ دیر میں خود کو سنبھال کر وہ اس کی جانب مڑی تو اس کا لہجہ قدرے نارمل تھا۔ جس میں ہلکی سی غصے کی آمیزش شامل تھی۔ "اب مجھے اپنی شکل مت دکھانا حازم۔ "اسے کچھ وقت اپنے ساتھ چاہیے تھا۔ اپنے دل کی بدلتی کیفیت سے پریشان ہو گئی تھی وہ۔اس کو دیکھ کر دھمکی آمیز لہجے میں بولی تھی "اور اگر تم نے کوئی اور اسٹنٹ کرنے کی کوشش کی حازم مہتاب تو جان لو کہ میرے اور سر زمان کا سبجیکٹ تمہیں دوبارہ پڑھنا پڑے گا۔"اس نے رک کر اس کے تاثرات جانچے تھے جو ابھی تک شوخ تھے۔ "اور اس سٹیج پر سپلی ابھی تم ہینڈل نہیں کر سکتے۔ "اپنی باتوں کا اثر نا ہوتے دیکھ کر اس نے سر جھٹکا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر جانے ہی لگی تھی جب وہ دوبارہ بول اٹھا۔ اب کے اس کے لہجے میں شرارت مفقود تھی۔

Visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"پاس ہونے کی فکر نہیں ہے بس زندگی کے امتحان میں فیل ہونا نہیں چاہتا۔"

اس نے مڑ کر اس کا سنجیدہ لہجہ دیکھا تھا۔ اور انداز اب بھی قدرے مشکوک تھا۔

جب وہ دوبارہ بولا۔ "ماما اس سیمسٹر کے بعد قاسم انکل سے دوبارہ بات کریں گی

ہمارے رشتے کی۔ "تمہاری طرف سے انکار نہیں ہونا چاہیے۔ قاسم انکل کی ساری

شرائط پوری کر چکا ہوں۔ بابا ساتھ آئیں گے "وہ بالکل اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا

تھا۔ یسریٰ ابھی تک اس کی باتوں کے ٹرانس میں تھی جب وہ آنکھوں میں

شرارت لیے دوبارہ بولا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اگر اپنے باپ کے کہنے پر اس توری کی شکل والے عجیب سے بندے سے نکاح"

کر سکتی ہو تو میری شکل تو اس سے بہت اچھی ہے۔ "یسریٰ نے غصے سے لب

بھینچے تھے۔ تین سال پہلے اپنے کہے الفاظ یاد آئے تھے۔ ایک غصیلی نظر اس پر

ڈال کر وہ اپنا ہینڈ بیگ اور ہاتھ میں پیپر سنبھالتی کمرے سے باہر نکلی تھی۔ اسے

یوں لا جواب ہو کر نکلتا دیکھ کر حازم کے لبوں پر پھر سے ایک شوخ مسکراہٹ نے جگہ بنائی تھی۔

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

یسریٰ اس سے ملے بغیر چلی گئی تھی اسے اس کا دکھ تھا۔مگر اس سے زیادہ دکھ اسے اس کی بے رخی کا تھا۔ وہ اسے کس بات کی سزا دے رہی تھی۔ اس نے تو بس اس کے سامنے اپنے جزبات کھول کر رکھے تھے۔ اسے نہیں معلوم تھاکہ حوریہ اور انزلہ اس سے بات تک نہیں کر رہیں وہ تو اپنے دکھ میں اتنا مگن تھاکہ اسے کسی چیز کا بھی ہوش نہیں تھا۔

جس دن مہتاب کے پاس قاسم علوی کی کال آئی تھی اس دن گھر میں بہت فساد ہوا تھا۔ مہتاب اور حازم کی لڑائی پر انزلہ دل پکڑ کر بیٹھ گئی تھیں۔ اوپر سے

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

انہوں نے امنہ نامی بم بھی اس کے سر پر پھوڑا تھا۔ مہتاب نے انزلہ اور حوریہ کو بھی یسریٰ کی شادی میں شرکت سے منع کر دیا تھا۔

جس دن اس کا نکاح تھا وہ تین دن بخار میں پھکتا رہا تھا۔ حوریہ سے بھائی کی یہ حالت نا دیکھی جا رہی تھی۔ اس نے نکاح والے دن یسریٰ کو فون کر کے اپنے دل کا غبار نکالا تھا۔ اور آخر میں یہ کہنا نا بھولی تھی کہ وہ اب اس سے زندگی بھر کبھی بات نہیں کرے گی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

یسریٰ کے لیے وہ دن بہت بھاری تھا۔ اس کے ساتھ اس کے ماں باپ کے علاوہ کوئی اپنا نہیں تھا۔ جن سے دوستی تھی وہ تو روٹھے بیٹھے تھے۔

وہ بخار سے اٹھا تو بالکل بدل گیا۔ پہلے کے جیسا ہنسنے ہنسانے والا۔ مگر اب اس کی آنکھیں اس کی ہنسی کا ساتھ نہیں دیتی تھیں۔ اسے اب جلد سے جلد اپنے پاؤں

پر کھڑا ہونا تھا۔ مارننگ سے ایوننگ کلاس شفٹ کروانے کے بعد اس نے بابا کے بزنس کو وقت دینا شروع کیا۔ اسے ان کی فیکٹری لے کر نہیں چلنی تھی۔ وہ اپنی ڈگری کو ہی استعمال میں لانا چاہتا تھا مگر بابا کی گرتی صحت نے اس سے یہی کام کروایا تھا۔ اب اسے اس میں مزہ آنے لگا تھا۔ وہ بی ایس کے بعد ایم بی اے کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مہتاب اور اس کے بیچ کی سرد مہری ابھی بھی اول روز جیسی تھی۔

✨ ✨ ✨

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اردو ناول اور سٹوریز کی سب سے بڑی ویب سائٹ
www.urdunovelbank.com

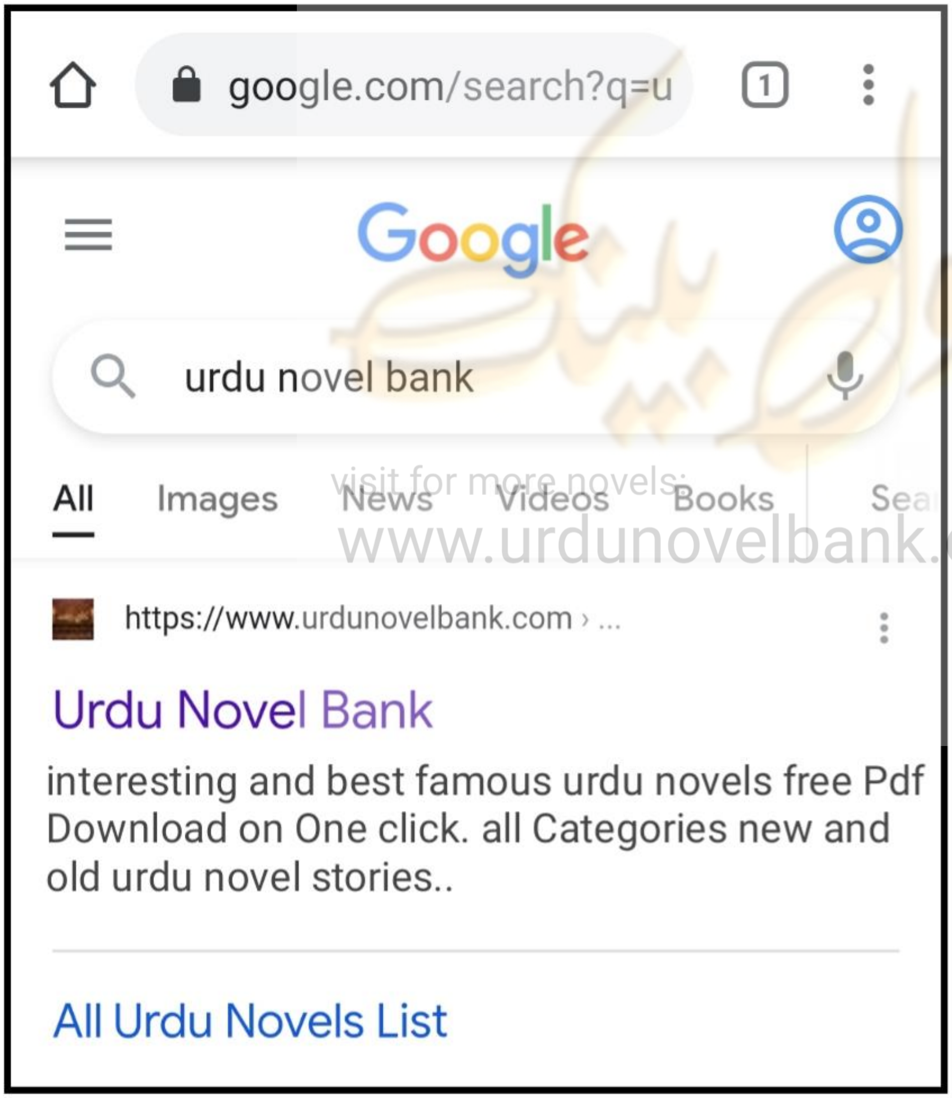

Urdu Novel Bank website
جہاں ملے آپ کو نئے اور اچھے معیاری ناول تمام کیٹگری میں۔۔۔

گوگل پر ٹائپ کریں
Urdu Novel Bank
اور ویب سائٹ سے ڈاؤنلوڈ کریں ہزاروں مکمل ناول مفت میں

چوتھا باب

آخر اس کا نکاح بھی ہو ہی گیا تھا۔ ارسم اچھا لڑکا تھا۔ مگر موڈی تھا۔ بات کرتا تو اتنے اچھے سے کہ بندے کو خود پر رشک ہو جائے اور نظر انداز کرنے پر ائے تو دو دو ہفتے بغیر کوئی خیر خبر لیے نکال دے۔ لیکن یسریٰ خود کو اس کے مزاج کے مطابق ڈھال رہی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

یسریٰ کی ساس زنیرہ بیگم کی باتوں سے شہد ٹپکتا تھا مگر کسی کو بھی ذیابیطس کے مرض میں مبتلا کرنے کی صلاحیت سے مالا مال تھیں وہ خاتون۔ جب کبھی گھر اکر بیٹھتیں تو ان کے پورے خاندان کو رات تک کے لیے دواؤں کا سہارا لینا پڑتا۔

انہوں نے رخصتی کے لیے ایک سال کا وقت مانگا تھا۔ اور اس ایک سال کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے یسریٰ نے قاسم صاحب کی ہی یونیورسٹی میں ایم فل میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔

نکاح کے چھے مہینے بعد ارسم کو یاد آیا تھا کہ اسے اپنی منکوحہ کو کہیں باہر کھانا کھلانا چاہیے۔ وہ آج اسے لیے ایک مہنگے ریستوران میں آیا تھا۔ اور وہ پہلی دفع اپنے شوہر کے ساتھ باہر آنے کی خوشی میں دل لگا کر تیار ہوئی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

یسری سے زیادہ وہ اس ریستوران کی شان میں قصیدے پڑھ رہا تھا جہاں وہ اسے کھانا کھلانے ولا تھا۔ اور اس شان میں سر فہرست اس ریستوران کا مہنگا ہونا تھا۔

اب وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ اس سے بھی مہنگے ہوٹلز میں کھانا کھا چکی ہے۔

ریستوران پہنچ کر اسے ناجانے کیوں حازم کے ساتھ گزارا ہوا وقت یاد آیا تھا۔ جب وہ اس کا انتظار کیے بغیر لمبے ڈگ بھرتا ہوٹل کے اندر پہنچ گیا تھا۔ یا جب اس سے پوچھے بغیر آرڈر کرتے اس نے ویٹر سے سب مہنگی ڈشز لانے کا کہا تھا۔ یا جب وہ واشروم گئی اور اس کے واپس آنے پر وہ کھانا شروع کر چکا تھا۔

اس نے خود کو بری طرح جھڑکا تھا۔ سامنے بیٹھا شخص اس کا شوہر تھا اور کسی بھی ایس وائی زی سے اس کا موازنہ کرنا یسریٰ کو زیب نہیں دیتا تھا۔ لیکن اس کھانے اور اس ریستوران سے اس کا دل اٹھ گیا تھا۔ اور وہیں سے واپسی پر اس کی ارسم سے پہلی لڑائی ہوئی تھی۔

بقول ارسم کے اسے تو نا اچھے کھانوں کی قدر ہے نا مہنگی چیزوں کی۔ وہ بتانا چاہتی تھی کہ اسے واقعی مہنگی چیزوں کی قدر ہے نا ضرورت۔ اس کے لیے احساسات اور

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

جزبات سے قیمتی کچھ نہیں مگر مقابل تو جیسے اسے سننے میں بھی دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔

وہ بہت غصے میں گھر کے لیے نکلی تھی۔ دوپہر میں حازم نے دماغ کی دہی کی تھی۔ اور کلاسز لینے کے بعد سر زمان سے میٹنگ تھی جس میں دیر ہو گئی تھی۔ مغرب بس ہونے ہی والی تھی۔ اسی لیے اجلت میں گاڑی میں پیٹرول تک نہیں دیکھا تھا۔ وہ اندھیرا ہونے سے پہلے گھر پہنچنا چاہتی تھی۔ اپنی کالونی کی جانب آنے والی مین سڑک کے بجائے اس نے ملحقہ کالونی سے متصل رستہ چنا تھا جو کہ شارٹ کٹ تھا مگر اکثر سنسان رہتا تھا۔اندھیرا بڑھنے لگا تھا۔ وہ کالونی عبور کرنے سے پہلے ہی اسے پیٹرول ٹینک خالی ہونے کا اندیشہ ہوا۔ وہ سر پکڑ کر رہ گئی۔ اس وقت وہ کس سے مدد مانگ سکتی تھی۔اسے یاد تھا کہ پیٹرول کی سپیر بوتل بھی صبح آتے ہوئے خالی ہوئی تھی اور اس نے سوچا تھا کہ واپسی پر بھروا لے گی مگر واپسی

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

پر حازم کے غصے نے اس کی عقل کو ماؤف کردیا اسی لیے کہتے ہیں غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔

اس کالونی میں اکثر پلاٹ غیر تعمیر شدہ تھے اور اکثر پر ادھوری تعمیرات سر اٹھائے کھڑی تھیں۔ ابھی وہ کسی کو کال کرتی اسے سامنے لگے آئینے میں دو بائیک سوار دکھے جو اسی کی جانب آرہے تھے۔ کھڑکیوں کے شیشے چڑھاتی اس نے خدا سے غیبی مدد مانگی تھی۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

وہ سوار کچھ دور رکے تھے۔اس کی نظریں انہی پر ٹکی تھیں۔ پھر اس نے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں گن دیکھی۔ اس کا سانس خشک ہوا۔

وہاں سنسان سڑک پر بے یار و مددگار اوباش غنڈوں کے بیچ میں پھنس کر جو ایک نام اس کے ذہن میں آیا تھا وہ اس کے باپ کا نہیں تھا۔ وہ وہ شخص تھا جس کو

وہ اب تک دھتکارتی آئی تھی۔اس کے ہاتھ پیر سن ہو رہے تھے۔ اس کی جان اور عزت دونوں داؤ پر تھے۔ کچھ اور سمجھ نا آیا تو اس نے پانچ مرتبہ اپنے موبائل کا سٹارٹ بٹن دبا کر دعا کی تھی کہ وہ آ جائے۔ آج وہ سب کچھ بھلا کر اس کے لیے آ جائے۔

وہ اس کا ایمرجنسی نمبر تھا۔ اور اتنے سال گزرنے کے باوجود بھی اس نے تبدیل نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ایک بات کا اسے یقین تھا کہ ایمرجنسی کے وقت اگر وہ کسی پر انحصار کر سکتی ہے تو وہ حازم مہتاب ہی ہوگا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اب وہ دونوں بائیک سوار اس کی جانب آ رہے تھے۔ اس نے گاڑی کے چاروں شیشے چڑھا کر خود کو محفوظ تصور کیا تھا۔ مگر وہ کب تک محفوظ رہتی۔ اس کا دل وحشت سے کانپ رہا تھا۔ اور آنکھیں مستقل نم تھیں۔ ایک سوار نے آکر شیشہ بجایا تھا۔ وہ آنکھیں موند کر آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی۔ پھر اس نے کچھ ضربیں

سنی تھی۔وہ پستول کا پچھلا حصہ گاڑی کے شیشے پر مار رہے تھے۔ اس نے پھر شیشہ ٹوٹنے کی آواز سنی تھی اور تکلیف سے بے اختیار آنکھیں کھلی تھیں۔ ایک کانچ کا ٹکڑا اڑ کر سر کے پچھلی جانب آیا تھا۔ اور ایک سامنے سے رخسار کو زخمی کر گیا تھا۔ سر پر لگنے والی چوٹ سے وہ حواس کھو بیٹھی تھی۔

لڑکی کو بے ہوش ہوتے دیکھ وہ دونوں سوار جو اسے لوٹنے کی نیت رکھتے تھے گھبرا کر بھاگ اٹھے۔ دور سے کوئی گاڑی اسی جانب آ رہی تھی۔ وہ پکڑے جانا نہیں چاہتے تھے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

وہ گاڑی اب قریب پہنچ گئی تھی۔ اور وہ وہی تھا جس کے آنے کی وہ دعائیں مانگ رہی تھی۔کہ وہ سب بھلا کر آ جائے۔ اور وہ سب بھلا کر آگیا تھا۔ وہ کب سے اس کا نمبر ٹرائی کر رہا تھا مگر فون نہیں لگ رہا تھا۔

وہاں پہنچ کر اس نے یسریٰ کو بے سدھ دیکھا تھا۔ کوئی اس سے پوچھتا بدن سے روح نکلتے دیکھنا کیسا عمل ہے۔ وہاں سنسان سڑک پر اب کوئی نہیں تھا۔ اور وہ اپنی گاڑی میں بند تھی۔ ایک طرف کھڑکی کا کانچ بکھرا ہوا تھا اور دوسری جانب کے دروازے پر زدو کوب کے نشانات تھے۔ انھی میں سے ایک کانچ شاید اس کو لگا تھا۔ کیونکہ اس کے رخسار سے خون اب بھی رس رہا تھا۔ غور کرنے پر پتا چلا تھا کہ سر کے پچھلی جانب بھی کانچ تھے۔ حازم نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا تھا۔ اپنی گاڑی میں ڈال کر ہسپتال لے جاتے اس نے صرف اس کی خیریت کی دعا مانگی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

جس کو وہ ساری زندگی اپنی دعاؤں میں مانگتا آیا تھا آج اس کی زندگی کی دعائیں مانگنا اس کو اذیت میں مبتلا کر رہا تھا۔

آج پتا چلا تھا کہ اس کا اس زمین پر سانس لینا ہی کافی تھا پھر وہ چاہے اس کی زندگی میں ہو یا نا ہو کیا فرق پڑتا ہے۔

وہ گھر کے راستے میں ہی تھا جب اسے یسریٰ کے نمبر سے ٹیکسٹ موصول ہوا۔ اور وہ میسج پڑھ کر اسے کچھ برا ہونے کا احساس ہوا تھا۔ اس نے کال ملائی تو وہ لگی ہی نہیں تھی۔ اس ٹیکسٹ سے یسریٰ کی لوکیشن ٹریس کر کے وہ سیدھا یہاں پہنچا تھا۔ وہ اس علاقے سے زیادہ دور نہیں تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کو ہسپتال کی ایمرجنسی میں پہنچا کر اب وہ اس کے ہوش میں آنے کے انتظار میں تھا۔ اور کچھ دیر میں اسے ہوش آ بھی گیا تھا۔ سر والی چوٹ گہری تھی مگر ڈاکٹر نے دو گھنٹے بعد ہی اسے چھٹی دے دی تھی۔

حازم نے امان کے ذریعے اس کی گاڑی کو سروس کے لیے بھجوا دیا تھا۔ اور خود اسے اپنے ساتھ گھر لے کر آیا تھا۔ گاڑی میں جامد خاموشی تھی۔ آج تو حازم کی زبان بھی بند تھی اور چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔یسریٰ کو اس سنجیدگی سے خوف آیا۔ حازم نے کوئی بات کیے بغیر ہی گھر کے سامنے گاڑی روکی تھی۔

گاڑی سے اتر کر ابھی وہ اندر جانے ہی لگی تھی کہ حازم کی خاموشی پر اسے الجھن ہوئی۔ اسے بلوانے کی خاطر کھڑکی پر جھکی تھی۔

تم نہیں آؤ گے اندر "اس کو جانے پر آمادہ دیکھ یسری نے اجلت میں پوچھا تھا۔"

حازم نے خاموشی سے اسے دیکھ کر اپنی سیٹ بیلٹ نکالی تھی۔ اور دروازہ کھول کر باہر آگیا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اسے لے کر اندر جاتے اس کا دماغ مختلف خیالات کی آماج گاہ بنا ہوا تھا۔ انسان جو سوچتا ہے اکثر حالات اس کے بالکل الٹ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ الٹے حالات دراصل بہترین ہوتے ہیں کیونکہ ان کے فیصلے اللہ تعالیٰ نے لیے ہوتے ہیں۔

اندر داخل ہوتے سلویٰ کی نظر اس کی سر کی پٹی اور رخسار کی چوٹ پر پڑی تھی۔ ان کے قریب آکر انہوں نے نہایت فکرمندی سے پوچھا تھا۔ "یہ کیا ہوا ہے؟

جواب یسریٰ کے بجائے حازم کی جانب سے آیا تھا۔ چھوٹا سا حادثہ تھا۔ میں وہاں سے گزر رہا تھا تو ڈاکٹر کے لے گیا۔ ابھی دو دن آرام کرنا ہے اس نے "میں سر زمان کو اس کی حالت بتا دوں گا یونیورسٹی آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ "شروع میں سلویٰ کو وضاحت دیتے وہ آخر میں یسریٰ کو نصیحت کر گیا۔ جسے اس نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکالا تھا۔ "تم لوگوں کے مڈ ایگزام شروع ہو رہے ہیں مجھے سلیبس کور کرانا ہے۔ پیپر بنانا ہے "اس کے ہٹ دھرمی سے کہنے پر

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

حازم نے سخت نظروں سے اسے گھورا تھا۔ مگر اس کا نقاہت زدہ چہرہ دیکھ کر وہ سختی فوراً رفو ہو گئی۔

آنی اسے آرام کی ضرورت سے۔ "اب کہ اس نے سلویٰ کو ہتھیار بنایا تھا۔ جو کہ" غصے سے یسریٰ کو دیکھ رہی تھیں۔ ان کے ایسے دیکھنے پر کھسیا گئی۔ کراہتے ہوئے وہ لڑکھڑاہٹ کے ساتھ وہ صوفے کی جانب آئی تھی۔ "مجھے چوٹ لگی ہے۔ درد ہو رہا ہے "اور اس کی نوٹنکی پر پیچھے وہ دونوں ہی مسکرا دیے۔ آنی کو پریشان دیکھ کر اس نے کندھے سے تھاما تھا۔ "ٹھیک ہے وہ بس تھوڑے ڈرامے کرے گی سہہ لیجیے گا۔ اور یونی آنے کی واقعی ضرورت نہیں ہے میں سر زمان کو بتا دوں گا۔ "ان کے سر پر بوسا دیتے وہ وہاں سے نکلنے لگا تھا جب قاسم صاحب کی آواز پر اسے رکنا پڑا۔

"شکریہ حازم"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

وہ جانے کب سے یہاں تھے۔ وہ مڑ کر ان کی وہیل چیئر کے پاس آیا تھا۔ مسکرا کر اجازت لینی چاہی جب وہ دوبارہ بول اٹھے۔

ان دونوں ماں بیٹی نے تمہیں شکریہ نہیں کہا ہو گا۔ کیونکہ تم سے تمام خدمات یہ "حق سمجھ کر وصول کرتی ہیں۔"

"ان کے ہلکے پھلکے انداز پر وہ سر ہلا گیا۔ "ان کا واقعی حق بنتا ہے انکل

وہ بہت غیر آرام دہ ہو رہا تھا۔اتنے سالوں میں یہ اس کی قاسم سے پہلی ملاقات "تھی۔ "چائے پی کر جاؤ۔ بیگم چائے ہم دونوں کی کمرے میں لے آئیے گا۔

سلویٰ نے بہت حیرت سے انہیں دیکھا تھا۔ اور حازم نے بے چارگی کی مثال قائم کرتے ہوئے چاروناچار ان کے پیچھے قدم بڑھائے۔ اور سلویٰ مسکراتے ہوئے کچن کی جانب چل پڑیں۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

اس واقعے سے پہلے اس کی قاسم سے بہت اچھی گپ شپ لگتی تھی۔

دو گھنٹے بعد وہاں سے جاتے ہوئے بہت ہلکا پھلکا تھا۔ قاسم نے اس سے کوئی پرانی بات نہیں کی تھی۔ مگر ان کے انداز سے شرمندگی جھلک رہی تھی۔ مگر وہ شرمندہ کرنا نہیں چاہتا تھا تبھی تو پرانی جون میں لوٹتے اس نے ان کے ساتھ لگاتار دو لڈو کے میچ لگا لیے تھے۔

جاتے ہوئے وہ ایک نظر یسریٰ کو دیکھنا چاہتا تھا مگر وہ اپنے کمرے میں آرام کرنے جاچکی تھی۔ وہ مایوسی سے گھر سے باہر آیا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

حوریہ کالج سے آتے ہی ماں کے سر ہو گئی تھی کہ اسے اپنی آپا سے ملنے جانا ہے۔

کل رات کو آتے ہی حازم نے یسریٰ کے حادثے کا بتایا تھا۔ جس پر وہ دونوں ہی

بے چین ہو گئی تھیں۔ مگر اس کی یقین دہانی پر کہ وہ اب بالکل ٹھیک ہے ان دونوں نے اپنا اسی وقت ان کے گھر جانے کا ارادہ ملتوی کیا تھا۔

سر شام ہی وہ ان کے گھر جانے کے لیے نکل رہے تھے جب حوریہ نے پرجوش لہجے میں کہا تھا۔"ماما ہم آپا اور بھائی کی شادی کی بات بھی کر لیں گے نا۔ "انھوں نے مسکرا کر اس کی بے تابی دیکھی تھی۔ مگر پھر قدرے سنجیدگی سے گویا ہوئیں۔

ایسے ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمایا جاتا حوریہ۔"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

حازم نے کہا ہے ناں کہ اس سیمسٹر کے بعد بات کرنی ہے تو پھر۔ "حوریہ کے چہرے پر افسردگی چھائی تھی اور حازم اسی وقت گھر میں گھسا تھا۔

آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔۔ آنی کے گھر "اپنے سوال کا خود ہی جواب دیتا" اب وہ ان دونوں کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ایسے مت دیکھیں بھائی ہم آپ کی رشتے کی بات کرنے نہیں جا رہے "حوریہ "

نے تو اسے تپانا چاہا تھا مگر اس کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا بلکہ وہ سپاٹ

انداز میں ماں کو بولا تھا۔

"جب تک میں نا کہوں بات کیجیے گا بھی مت"

انزلہ نے اچھنبے سے بیٹے کے انداز دیکھے تھے۔کہاں وہ خود اس رشتے کے لیے بے

چین ہوئے ج رہا تھا اور اب خود ہی انکار کر رہا ہے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"کیا بات ہے حازم"

انہوں نے رک کر قدرے فکرمندی سے پوچھا تھا۔ وہ زبردستی مسکرا دیا۔ "میں اسے

وقت دینا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ خود فیصلہ کرے۔ جو وہ فیصلہ کرے گی

وہ مجھے قبول ہو گا۔"

یہ کہتے ہوئے وہ خوش نہیں تھا۔ اور انزلہ اس کے اندرونی خلفشار کو سمجھ گئی تھیں۔ وہ ڈرا ہوا تھا۔ وہ کل کے واقعے سے خوفزدہ تھا۔ اسی خوف نے اس سے یہ کٹھن فیصلہ کروایا تھا۔

انہوں نے آگے بڑھ کر اپنے بچے کا ماتھا چوما تھا۔ "سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے اپنے بچے کے لیے بہت دعائیں کی ہیں۔ اور ماں کی دعاؤں میں بہت طاقت ہوتی ہے حازی۔ تمہاری نانی کہتی تھیں ماں کی دعائیں تقدیروں کا لکھا موڑنے کی صلاحیت رکھتی ہیں "وہ ماں کی شکل دیکھ کر پھیکا سا مسکرا دیا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

حازم نے اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے تھے جبکہ حوریہ اور انزلہ کے قدموں کا رخ باہر کی جانب تھا۔

وہ آج تین سال بعد اس گھر میں قدم رکھ رہی تھی۔ اس حادثے کے بعد اس نے دو دن ہی بمشکل آرام کیا تھا۔ اس کے بعد یونیورسٹی جانا شروع ہو گئی تھی۔ انزلہ اور حوریہ جس دن اس سے ملنے آئی تھیں اس دن اس کے دل سے سب کے لیے میل نکل گیا تھا۔ کہ جن باتوں کا شکوہ لیے وہ بیٹھی تھی وہ لوگ تو اس سے با خبر ہی نا تھے۔ سلویٰ نے ان پر آنے والی مشکلات سے انزلہ کو بے خبر رکھا تھا تاکہ مہتاب اور انزلہ کے بیچ کوئی خلش نا آئے۔ کیونکہ وہ انزلہ کی جزباتی طبیعت سے واقف تھیں۔ اگر انہیں معلوم ہوتا تو وہ کسی کی بھی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر سلویٰ کے پاس آ جاتیں اور اس سے انکے گھر کے ماحول پر اثر پڑتا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

دل تو اس کا پہلے ہی دغا دے چکا تھا۔ اسے حازم سے بات کرنی تھی مگر وہ اب اس کے سامنے ہی نہیں آ رہا تھا۔ ایک ہفتے کی کلاسز کے بعد ان کے مڈ ایگزام شروع ہو گئے تھے۔ اور اس ایک ہفتے حازم نے یسریٰ کی کلاس ہی نہیں لی تھی۔

آج ساتویں سیمسٹر کا آخری پیپر تھا۔ چونکہ سر زمان کا پرچہ تھا تو وہ نگران کے طور پر تعینات تھی۔ اور وہ اسے بس کلاس میں بیٹھا نظر آیا تھا جب وہ اس سے بات کرنے گئی تو وہ پھر گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب تھا۔ اسے یکدم غصہ چڑھا۔ ایک دفع پہلے بھی اس نے ایسے ہی کیا تھا جب اس نے حازم کو اپنی شادی کے بارے میں نادر خیالات کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔ اور اس کے بعد جو طوفان اٹھا تھا وہ تو الگ ہی بات تھی۔

وہ ایسے ہی کسی دوسرے طوفان سے ڈرتی تھی۔ اسی لیے اس نے واپسی پر خالہ کے گھر چکر لگانے کا سوچا تھا۔

گھر میں گھستے ہی کئی یادیں حملہ آور ہوئی تھیں۔ اور ایک بھولی بسری مسکراہٹ اس کے لبوں پر آگئی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

وہ ملازمہ کی معیت میں اندر داخل ہوئی تھی سامنے ہی آمنہ جینز کے اوپر ٹاپ پہنے لاونج میں جھولے پر بیٹھی تھی۔ ساتھ ہی حوریہ صوفے پر اور حازم نیچے کشن پر بیٹھا ٹی وی پر چلتی مووی دیکھنے پر مگن تھے۔ شاید ان کزنز کا مووی ٹائم چل رہا تھا۔

سب سے پہلے حوریہ کی اس پر نظر پڑی تھی۔ اور وہ اچھل کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔ چیختی ہوئی اس کے گلے آکر لگی تھی۔ اور اس نے حوریہ کو تھام کر خود کو اور اسے سنبھالا تھا ورنہ وہ اپنے جوش میں یسریٰ کو لے کر زمین بوس ہو جاتی۔

اس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا۔اس نے سب چیزیں گاڑی میں ہی چھوڑ دی تھیں۔ وہ حازم سے دو ٹوک بات کرنے آئی تھی مگر اب اسے یہ باتیں بے معنی لگ رہی تھیں۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

حوریہ کے چیخنے پر پیچھے سے آمنہ اور حازم بھی متوجہ ہوئے تھے۔ آمنہ کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ تھی اور حازم جو کہ گھر کی ٹی شرٹ اور شارٹس پہنے تھا حیرت کے مارے اپنی جگہ پر جم سا گیا تھا۔ وہ اب ان کے گھر کیوں آئی تھی۔

جب کہ اس کے حلیے پر ایک تنفیدی نگاہ ڈال کر وہ آمنہ کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ آمنہ اس سے کہہ رہی تھی کہ وہ کافی عرصے بعد مل رہے ہیں اور اس نے خوش اخلاقی سے اسے گزشتہ عرصے کی مصروفیات بتائی تھیں۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ان تینوں کو وہیں چھوڑ کر حازم اپنے کمرے کی جانب گیا تھا۔ ڈھنگ کے کپڑے پہنتے وہ واپس آیا تھا جب اس کی نظر تھکی تھکی سی یسریٰ پر پڑی۔

وہ پونی سے نکلے بال کان کے پیچھے اڑس رہی تھی۔ صبح والے ہی شکنوں زدہ سبز سوٹ میں ملبوس اس کے چہرے سے تازگی مفقود تھی۔ اور آمنہ اور حوریہ اس سے باتوں میں مگن تھے۔ یا یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ وہ دونوں اسے پکا رہی تھیں۔

تم کہاں چل دیے۔ اتنے عرصے بعد یسریٰ آئی ہیں "آمنہ نے اسے نک سک" سا تیار دیکھ کر کہا تھا۔ یسریٰ نے بھی اس کی جانب دیکھا تھا۔ "میں نے تم سے ہی بات کرنی تھی حازم "یسری کے دو ٹوک سے انداز پر سر نفی میں ہلا گیا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتا وہ ان دونوں سے کہ رہا تھا۔ "یسریٰ میرے ساتھ گھر جا رہی ہیں۔ تم لوگوں کے ساتھ سیشن وہ پھر کبھی لگا لے گی۔ ابھی وہ تھکی ہوئی ہے سیدھا یونیورسٹی سے آرہی ہے "اس کے سب سمجھ جانے پر یسریٰ نے بے یقینی سے حازم کو دیکھا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

جبکہ آمنہ اور حوریہ نے شرارتی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ یسری نے غیر آرامدہ ہوتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا کر باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ ان دونوں سے اسے معلوم ہو چکا تھا کہ انزلہ گھر پر نہیں ہیں۔ اور ان کا انتظار کرنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا۔

اس کی آنکھوں میں نمی تیزی سے جمع ہو رہی تھی۔ حازم اس کے لیے مشکلات کھڑی کرتا جا رہا تھا۔ اس سے دور جانا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ ابھی وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے ہی والی تھی کہ اس نے آکر اسے ہٹایا تھا۔ "میں گاڑی چلا رہا ہوں۔ "اور وہ سکون سے جا کر دوسری جانب بیٹھ گئی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

دوسری طرف حازم کو آج حیرت کے جھٹکے لگ رہے تھے۔ وہ اس سے لڑے بغیر۔ الجھے بغیر اس کی ساری باتیں مان رہی تھی۔ اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ

بولی تھی۔ "اچھی لڑکی ہے آمنہ میں خوامخواہ اس سے چڑتی تھی۔" پھیکی سی مسکراہٹ لیے اس نے کہا تھا۔ جبکہ حازم ہنس دیا۔

تم اس سے چڑتی نہیں تھی تم اس سے جلتی تھیں۔ "اس کے بے تکی ہانکنے" پر یسریٰ نے گاڑی سے باہر جھانکنا شروع کر دیا تھا۔ حازم نے بھی اس پر ایک نظر ڈال کر سڑک پر نگاہ جمائی تھی۔

وہ اسے لے کر ایک غیر مصروف شاہ راہ پر آگیا تھا۔ ایک طرف گاڑی روکتے اس نے سامنے موجود ڈرنک کارنر سے دونوں کے لیے جوس منگوایا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

جوس کے گلاس میں موجود برف کو گھورتے یسریٰ اب الفاظ جوڑ رہی تھی جبکہ حازم اردگرد آتے جاتے لوگوں سے ہو کر ایک نگاہ اس پر بھی ڈال لیتا تھا۔ وہ جسے ہر وقت معلوم ہوتا تھا کہ یسریٰ کے دماغ میں کیا چل رہا ہے اس وقت اس کے

اندرونی خلفشار سے نا واقف تھا۔ اور یہ نا واقفیت اسے جھنجھلانے پر مجبور کر رہی تھی۔

گاڑی کی خاموشی میں اب یسریٰ کی کمزور سی آواز آئی تھی۔ "تمہارے پیپر کیسے ہوئے ہیں؟"

وہ کہ کر اپنے لب دبا گئی۔ جبکہ حازم نے بے زاری سے اسے دیکھا تھا۔ وہ کچھ جانتا ہو یا نا جانتا ہو یہ ضرور جانتا تھا کہ اس وقت جو بات یسریٰ نے کرنی ہے وہ ضروری بات پڑھائی کے متعلق ہرگز نہیں ہے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس نے گہرا سانس لیا تھا اور جب بولا تو اس کا لہجہ مضبوط تھا۔

تمہیں مجھ سے بات کرنے سے پہلے اتنا سوچنا کیوں پڑ رہا ہے یسریٰ۔ ایسا کیا "
غلط ہوگیا ہے ہمارے بیچ کہ ہماری دوستی ہی کہیں کھو گئی۔ "یسریٰ نے گلاس سے
نظریں ہٹا ایک شاکی نگاہ حازم پر ڈالی تھی۔

"یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ تم۔۔ تم نے سب خراب کیا ہے حازم"
اس کے لہجے سے ناراضگی جھلکی تھی۔ اور حازم نے پیچ کھاتے ہوئے اسٹیرنگ پر
ہاتھ مارا تھا۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

کیا۔۔ کیا غلط کیا ہے میں نے "اس کی آواز تھوڑی بلند ہوئی تھی۔ یسریٰ ذرا"
سہمی تھی۔ جب کہ وہ ابھی بھی کہہ رہا تھا۔

صرف اپنے جزبات کا اظہار کیا تھا نا۔ کہا تھا کہ تمہارے بغیر نہیں رہنا چاہتا۔"
شادی کرنی ہے تم سے۔ اتنی بڑی بات نہیں تھی جتنا ان دونوں خاندانوں نے بنا

دی تھی۔ "اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ خاموش ہوا تھا۔ کچھ دیر چہرہ موڑ کر باہر دیکھتا رہا جب اسے سسکیوں کی آواز آئی تھی۔ اس نے سختی سے آنکھیں بند کیں۔ اس کی طرف مڑ کر بولا تو اب کہ لہجے میں بلا کی نرمی تھی۔

لیکن تم نے اپنے ساتھ کیا کر لیا۔ تم تو رونے والوں میں سے نہیں تھی۔ تم تو" رونے سے زیادہ رلانے پر یقین رکھتی تھی۔ "یسریٰ نے آنسو پونچھ کر اس کو دیکھا۔ جو اس کی جانب جھکا ہوا تھا۔ اور اس کا چہرہ بہت قریب تھا وہ سانس روک گئی۔ اور اس کے اس انداز پر وہ سر پیچھے پھینک کر ہنس دیا۔ "بس باہر سے ہی "جھانسی کی رانی بنتی ہو تم۔ اندر سے چڑیا کا دل ہے تمہارا۔

یسریٰ نے خفگی سے اسے دیکھا۔ جو اب کہہ رہا تھا۔ "جلدی سے بتادو کیا پریشانی ہے"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اور اس کے الفاظ پر یسریٰ کو کیا کچھ نا یاد آیا تھا۔ گہری سانس بھرتے اس نے حازم کو دیکھا تھا۔ "میں بس یہ پتا کرنا چاہتی تھی کہ تم کوئی الٹی سیدھی حرکت تو نہیں کرنے والے۔" حازم کے نا سمجھی سے دیکھنے پر وہ مزید گویا ہوا۔ "پچھلی دفع جب تم نے مجھے یوں نظر انداز کیا تھا تب بہت بڑا ہنگامہ ہو گیا تھا۔ میں نہیں چاہتی کہ پھر ایسی کوئی آفت میری زندگی میں آئے۔" حازم نے دانت بھینچ کر اس کے ڈھاک کے تین پات والی بات سنی تھی۔ زیر لب بولا تھا۔ "سیریسلی یسریٰ" وہ اب بھی وہیں تھی جہاں تین سال پہلے کھڑی تھی۔ اکھڑی اکھڑی۔ ناراض اور بدگمان۔ حازم کے تاثرات پر توجہ دیے بغیر وہ دوبارہ بولی تھی۔ جو کہ لمحہ با لمحہ سخت ہو رہے تھے۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

سچ کہوں تو اب نا مجھ میں ہمت ہے نا میرے بابا میں میری ذات کو مزید تماشہ " بنتے دیکھنے کی اس لیے کوشش کر کے اپنے کسی بھی لائحہ عمل سے مجھے دور رکھنا "پلیز حازم۔

اس کا انداز آخر میں دو ٹوک ہو گیا تھا۔ حازم نے سر جھٹکا۔ "اب جو ہو گا تم نہیں روکو گی مجھے۔ میرے پاس آکر تم نے مجھے خود ہمت دی ہے۔ ورنہ میں تو تم سے دور جا رہا تھا نا۔ تم سے دست بردار ہونے کو تیار بیٹھا تھا۔ مگر تم نا ڈھنگ سے جینے دیتی ہو نا مرنے دیتی ہو۔" اس کے انداز میں الگ بے بسی تھی "پہلے بھی تم نے ہی مجھے بلایا تھا۔ اور اب بھی تم ہی چل کر میرے پاس آئی ہو۔" اس کے ان بے لگام الزامات پر یسریٰ کی آنکھیں اپنی عینک کے شیشے جیسی ہی ہو گئی تھیں بڑی اور مزید گول۔ جب کہ وہ ابھی بھی اسے ناراض لہجے میں بول رہا تھا۔ "اور پھر سارا الزام بھی مجھ پر دھر دیتی ہو۔ اور میں اپنی محبت کے ہاتھوں

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

مجبور ہو کر ان سارے الزامات کو اپنے سر لے بھی لیتا ہوں۔ "پہلی مرتبہ اس کے منہ سے یسریٰ نے یوں محبت کا اظہار سنا تھا اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا۔ مگر اس کے الفاظ کی ترشی نے اسے ہونق کر دیا تھا۔ اس کا ہونق چہرہ دیکھتے ہوئے بھی اس کے الفاظ کی بے رخی قطع نہیں ہوئی تھی۔

لیکن اب بس یسریٰ بی بی اپنے کیے کی سزا اب خود بھگتنے کو تیار ہو جائیں۔ آئیں آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔ "اس کی بے رحمی سے کی گئی ان تمام باتوں پر اس کی پلکیں پھر سے بھیگی تھیں۔ وہ کس چیز کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔ کیا وہ اس سے بے زار ہو گیا ہے۔ یا وہ اس سے دستبردار ہو رہا ہے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

گھر کے اندر گاڑی کھڑی کر کے وہ کوئی بھی دوسری بات کیے باہر کی جانب بڑھا تھا جب وہ پیچھے سے پکار گئی۔

تم کیسے جاؤ گے؟ "حازم نے مڑ کر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا۔ آج کچھ تو الگ تھا اس کے انداز میں۔

"امان کو میسج کر دیا ہے وہ باہر ہی کھڑا ہے۔ اور اب یہ آخری بار ہے جو میں تمہیں کسی بھی قسم کی وضاحت دے رہا ہوں یسریٰ۔ "یسریٰ نے نم آنکھوں سے اسے جاتے دیکھا تھا۔

اتوار کو حوریہ اس سے ملنے آگئی تھی۔ ان تین سالوں میں اس نے حوریہ کو شاید حازم سے بھی زیادہ یاد کیا تھا۔ وہ اس کی دوست تھی۔ یسریٰ حازم کے بعد حوریہ کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ دیا کرتی تھی۔

حوریہ نے بھی اپنی آپا کے بغیر یہ سال بہت مشکل سے کاٹے تھے مگر اپنے بھائی کی شکل دیکھ کر اسے آپا پر غصہ آتا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس دن حوریہ کو دیکھتے ہی جیسے وہ غصہ اور وہ سال کہیں غائب ہو گئے اور وہ یسریٰ کے لیے وہی چھوٹی سی بچی بن گئی تھی جسے اس نے اپنے ہاتھوں میں کھلایا تھا۔

اس وقت وہ دونوں یسریٰ کے کمرے میں بیٹھی پزا سے انصاف کر رہی تھیں جو اس نے ابھی کچھ دیر پہلے آرڈر کیا تھا۔ حوریہ اس سے اپنے کالج کی باتیں کر رہی تھی اور یسریٰ اس کی باتیں مکمل توجہ سے سن رہی تھی۔ حازم کی کہی باتوں کا اثر اب زائل ہونے لگا تھا۔ حوریہ کے ساتھ اس کا وقت اچھا کٹ رہا تھا۔ حوریہ نے اسے حازم کی حالت بتائی تھی اور اس نے اپنے دل میں نئے سرے سے درد اٹھتے محسوس کیا تھا۔

اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ حازم اس قسم کا روگ لگا سکتا ہے۔ اب اس کی کہی ساری باتیں اسے محض ڈرامہ لگ رہی تھیں۔ پچھلے تین سال جو اس

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

کی حالت رہی ہے وہ اس سے کبھی چاہ کر بھی دستبردار نہیں ہو سکتا۔ یہ سوچ کر ہی اس کے دل کو کچھ تسلی ہوئی تھی۔

حوریہ کو لینے وہ خود چلا آیا تھا۔ مگر یسریٰ کو مستقل نظر انداز کر رہا تھا۔ جبکہ یسریٰ کا رویہ بھی کچھ خاص تسلی بخش نہیں تھا۔ کچھ دیر قاسم صاحب کے پاس بیٹھ کر وہ جانے لگا تھا جب یسریٰ ان دونوں کو چھوڑنے باہر تک آئی تھی۔

خفا خفا سا حازم اسے بہت اپنا سا لگا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اپنی اسائمنٹ اب کی بار خود بنانا حازم۔ اب بھی میری چھاپ کر دی تو صفر لگاؤں" گی سیشنل میں "کوئی بات نا کرتے دیکھ کر یسریٰ نے خاصے رعب سے کہا تھا۔

حازم کے گلے میں ایک گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔ اس نے صبح ہی پوری کلاس کو وہ اسائمنٹ چھاپنے کے لیے دی تھی۔ اس کی جانب دیکھ کر ایک کھسیانی ہنسی

ہنسا تھا۔ مگر وہ یسریٰ سے فالحال ہار نہیں ماننا چاہتا تھا اسی لیے اپنی جون میں لوٹتا بولا تھا۔

تم نے سیشنل کے بیس نمبر کو قارون کا خزانہ سمجھ رکھا ہے۔ ہر اسائمنٹ اور" پریزینٹیشن میں سے اس کے نمبر نکل آتے ہیں۔ کبھی سوچا بھی ہے اتنے نمبر لاؤ گی کہاں سے جتنی تم اسائمنٹ بنوا رہی ہو ہم معصوموں سے۔" اپنی کلاس کو معصوم گردانے پر یسریٰ نے آنکھیں چڑھائی تھیں۔

جتنا تم لوگوں نے سارے پروفیسرز کی ناک میں دم کر رکھا ہے نا سب پتا ہے" مجھے۔" حازم کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ آئی تھی۔ لاپرواہی سے سارا قصور اساتذہ کے کھاتے میں ڈالتا وہ بری الزمہ ہوا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ہمارا قصور نہیں ہے وہ خوامخواہ ہمارے شغل کے بیچ میں آ جاتے ہیں۔ "یسریٰ" نے جتاتی نظروں سے دیکھ کر حازم کو گھورا تھا۔

شرم تو نہیں آتی ایسے ڈھٹائی سے اعتراف کرتے ہوئے۔ "اس کی آواز قدرے اونچی تھی۔ اور وہ لوگ یہ بھی بھولے تھے کہ وہ اس وقت گلی میں گاڑی کے سامنے کھڑے ہیں۔

اس بات پر حازم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

اب جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم۔ "اس کے لیے میں کہنے پر یسریٰ" اور حوریہ ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر رہ گئیں۔ حازم نے بھی آتے جاتے لوگوں پر نظر ڈال کر چابی سے گاڑی کھولی تھی۔

ہاہ میں تو حیران ہوں کہ تم لوگوں نے مجھے کیسے بخش دیا تھا۔ "حوریہ کے قدرے" ڈرامائی انداز میں کہنے پر حازم کا لہجہ بدلا تھا۔ اب اس کی آنکھوں میں تپش سی تھی۔ گاڑی کی چھت پر کہنی ٹکا کر وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔

"تم سے تو محبت تھی یسریٰ بی بی اسی لیے بچی ہوئی تھیں۔ مگر اب نہیں۔"

یسریٰ کو اس کے الفاظ دل چیرتے ہوئے لگے تھے۔ آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے وہ زبردستی کا مسکرا کر حوریہ کی جانب گھوم گئی تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

حوریہ کو بھی اپنے بھائی کی یہ بات کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی۔ اسی لیے یسریٰ کو بچاتے وہ بول اٹھی تھی۔

ہمیں دیر ہو رہی ہے۔ ماما انتظار کر رہی ہیں۔ باقی کا بعد میں لڑ لیجیے گا۔ ویسے" بھی اب آپ لوگوں نے ساری عمر لڑنا ہی ہے۔" اس کی اس بات پر حازم اسے

گھور کر رہ گیا تھا۔ مگر اس کی گھوریوں کا حوریہ پر کم ہی اثر ہوتا تھا۔ ان کو روانہ کرتے وہ بوجھل دل کے ساتھ گھر کے اندر آئی تھی۔

✨✨✨

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اردو ناول اور سٹوریز کی سب سے بڑی ویب سائٹ
www.urdunovelbank.com

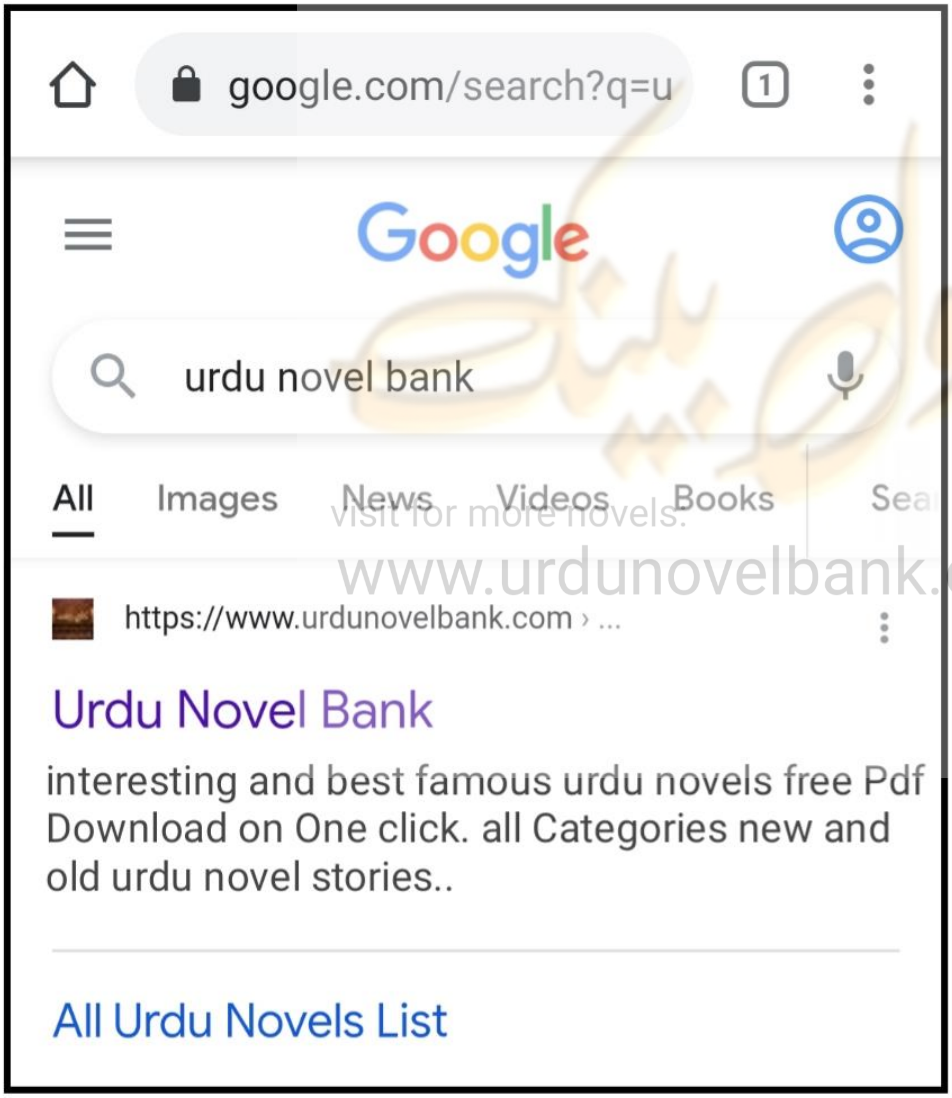

Urdu Novel Bank website
جہاں ملے آپ کو نئے اور اچھے معیاری ناول تمام کیٹگری میں۔۔۔

گوگل پر ٹائپ کریں
Urdu Novel Bank
اور ویب سائٹ سے ڈاؤنلوڈ کریں ہزاروں مکمل ناول مفت میں

پانچواں باب

اس کا نکاح ایک سال رہا تھا۔ اور اس ایک سال میں وہ ارسم کے قریب ہونے کے بجائے اس سے بیزار ہی ہوئی تھی۔ مگر خود کو یہ تسلی دے کر خاموش کروا دیتی تھی کہ شادی کے بعد سب بدل جاتا ہے۔۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ایک سال بعد شادی کی تاریخ رکھی گئی تھی۔ ارسم کی والدہ کی جانب سے ڈھکے چھپے لفظوں میں صاف جہیز کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ جس پر سلویٰ اور قاسم کو خطرے کی گھنٹیاں بجتی نظر آئی تھی مگر چونکہ وہ نکاح کر چکے تھے اس لیے ان کے مطالبات پر کان بند کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔

سترویں گریڈ کی سرکاری نوکری سے وہ اپنی اکلوتی بیٹی کے کے لیے بہترین جہیز بنا تو سکتے تھے مگر انہوں نے اپنی بیٹی کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ اسے کسی جہیز کی ضرورت ہی نا تھی۔

ارسم تو جیسے اپنی والدہ کی جانب سے مکمل ہی چشم پوشی اختیار کیے ہوئے تھا۔ یا وہ ان سے متفق تھا۔ یسریٰ کو سمجھ نہیں آیا تھا۔

اور پھر شادی والے دن ارسم کھل کر سامنے آیا تھا۔ جہیز جو پہلے ہی ان کے گھر پہنچایا جا چکا تھا اس کے علاوہ ارسم نے اپنی منہ دکھائی پر گاڑی کی فرمائش کی تھی۔ قاسم صاحب کی جانب سے سارے مہمان انگشت بہ دنداں تھے مگر لڑکے والے شاید زنیرا بیگم کی خصلت سے آگاہ تھے۔ یا اسی خصلت کے حامل تھے کہ انہیں اس میں کوئی خامی نظر نہیں آئی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

مگر قاسم صاحب کے لیے یہ بہت بڑا سبق تھا۔ انہوں نے سختی سے ارسم کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔ جس کے نتیجے میں زنیرا بیگم نے خالی خولی طلاق کی دھمکی دی تھی۔ تمام مہمانوں کے سامنے اس تزلیل پر یسریٰ بلبلا کر رہ گئی تھی۔ اور یہ وہ وقت تھا جب قاسم صاحب نے اپنی بیٹی کو اس جہنم کے سپرد نا کرنے کا فیصلہ کیا۔

انہوں نے نہایت خاموشی سے سلویٰ کو کہا کہ یسریٰ کو باہر کھڑی کسی رشتہ دار کی گاڑی میں بٹھا کر گھر لے جائیں۔ سلویٰ کے دل پر ہاتھ پڑا تھا مگر شوہر کے حکم کے آگے بے بس ہوتی انہوں نے یہی کیا تھا۔ ان کے خاندان کے کچھ بڑوں نے بیچ میں پڑ کر معاملہ رفع کر کے بچی کو رخصت کرنے کا کہا تھا مگر اب کہ قاسم صاحب ڈٹ گئے تھے۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

یسریٰ کے جاتے ہی انھوں نے نہایت عزت کے ساتھ کھانا کھلوایا تھا۔ مہمانوں کو کھانا کھلا کر رخصت کرتے انھوں نے ارسم سے کہا تھا کہ وہ شرافت سے طلاق بھجوا دے ورنہ وہ عدالت کا سہارا لیں گے۔ زنیرا اور ارسم جو سمجھ رہے تھے کہ انھوں نے یسریٰ کے رونے کی وجہ سے اسے ہال سے متصل دلہن والے کمرے میں بھیجا ہے بھک سے اڑے تھے۔ اور قاسم کے مطالبے پر ان کا منہ دیکھنے والا تھا۔

زنیرا نے بات سنبھالنے کی کوشش کی تو انہوں نے سختی سے انہیں جھڑک کر وہاں سے روانہ کیا۔ ساتھ ہی کسی رشتہ دار کے بچے کو ان کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ ان کے ساتھ جا کے جہیز کا سامان وہاں سے لا کر بکوا دے۔ انہیں اب اس خاندان سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھنا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

قاسم صاحب کو نہیں معلوم تھا کہ انہیں یہ قدم کتنا مہنگا پڑنے والا ہے مگر گھر آ کر اپنی بچی کا چہرہ دیکھ کر انہیں بے اختیار حازم یاد آیا تھا۔ اس نے کتنی بے بسی سے آخری مرتبہ ان سے بات کی تھی۔

انہیں لگا تھا کہ انہیں حازم کی معصوم محبت کی آہ لگی ہے جو ان کی بچی بسی نہیں۔ مگر سلویٰ نے ان کے اس خیال کی نفی کی تھی۔ وہ اپنے بھانجے کو جانتی تھیں۔ وہ کبھی مر کر بھی یسریٰ کے لیے برا نہیں چاہ سکتا تھا۔ اور اب قاسم کو معلوم ہوا تھا کہ انھوں نے ہیرا چھوڑ کر کوئلہ ہاتھ میں لیا تھا۔ دامن تو داغدار ہونا ہی تھا۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

اس واقعے کے بعد سے قاسم صاحب کو بلڈ پریشر کا مسئلہ مستقل رہنے لگا۔ مگر وہ اپنی اولاد کے لیے مطمئن تھے۔ انھوں نے یسریٰ کو تل تل مرنے سے بچا لیا تھا۔

یسریٰ نے بھی اس واقعے کو زیادہ سر پر سوار نے نہیں کیا تھا۔ دکھنا سے تھا مگر وہ باپ کے فیصلے سے متفق تھی۔ اور اس کے بابا تو کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتے تھے۔

اس نے دوبارہ یونیورسٹی جانا شروع کر دیا تھا۔ ایک سال بعد پڑھائی مکمل کر کے وہ اسی یونیورسٹی میں وزیٹنگ لیکچرار کے طور پر تعینات ہو گئی۔ جو کہ قاسم صاحب کی ریٹائرمنٹ تک جاری رہی۔ جب قاسم نے ریٹائر ہونا تھا اس سے ایک ہفتہ پہلے ان کی طبیعت بگڑی تھی اور ان پر فالج اٹیک ہوا تھا۔ علاج سے وہ ٹھیک تو ہو گئے تھے مگر ان کی دونوں ٹانگیں مفلوج ہو گئی تھیں اور وہ مستقل وہیل چیئر پر آ گئے تھے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

یسریٰ کو اپنی خالہ اور ان کے خاندان سے یہی شکوہ تھا کہ وہ اس تمام عرصے میں ان کی خبر گیری کے لیے نہیں آئے مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ سلویٰ نے انہیں

کچھ بتایا ہی نہیں۔ صرف یسریٰ کا رشتہ ختم ہونے کا سرسری انداز میں بتایا تھا۔ اور یہ بات انزلہ خود اپنے گھر والوں سے چھپا گئی تھیں کیونکہ اس طرح حازم کو نئی امید ملتی اور وہ امید ٹوٹنے پر وہ دوبارہ بکھر جاتا۔

ایک ماہ بعد اس کی طلاق ہو گئی تھی اور وہ بالکل آزاد تھی۔ ارسم اور اس کی ماں نے کتنی ہی منتیں کی تھیں یہ رشتہ بچانے کی مگر قاسم صاحب اڑ گئے تھے۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ اب وہ وہیں یسریٰ کی شادی کریں گے جو ان سے جہیز نا لے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ملتان واپس آنے پر یسریٰ نے اپنی پرانی یونیورسٹی میں ہی جاب کو ترجیح دی تھی کیونکہ وہ اپنے پرانے اساتذہ سے رابطے میں تھی۔ اور یہاں حازم کو دیکھ کر اسے نئے سرے سے اپنے تمام دکھ یاد آئے تھے۔ کیونکہ بچپن سے وہ واحد انسان تھا

جس سے یسریٰ اپنے دل کی ہر بات بلا جھجھک کہہ جاتی تھی۔ اور اب وہ شخص ہی اسے صدیوں کے فاصلے پر لگتا تھا۔

اپنی گزشتہ زندگی پر ایک نظر ڈال کر اس نے آنکھیں موندی تھیں۔ وہ جانتی تھی کہ وہ ہمیشہ سے اس کے لیے اہم تھا مگر اب اس کا یہ بے رخی بھرا رویہ جس نئی اذیت میں یسریٰ کو مبتلا کر گیا تھا اتنی اذیت تو اسے اپنی طلاق کے وقت بھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ طلاق تو ایک ناپسندیدہ شخص سے نجات کا ذریعہ تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس نے کہا تھا اسے محبت تھی۔ تو کیا وہ محبت اب ماضی بن چکی۔ وہ اسے کیسے بتائے گی کہ جس محبت کو حازم ماضی کے سپرد کر چکا وہ تو ابھی اس راہ پر آئی ہے۔

کل سے دوبارہ کلاسز شروع ہونے والی تھیں۔ تب تک اسے لازماً اپنے آپ کو سنبھالنا تھا۔ وہ اب اس کھوئی ہوئی محبت کا روگ نہیں پال سکتی تھی۔ اس کے پاس وقت ہی نہیں تھا۔

اسے کلاس میں آنے میں آج دیر ہو گئی تھی۔ وجہ ولی تھا جس کا آج یونیورسٹی میں پہلا دن تھا وہ اپنا ایک سوفٹویئر ہاؤس چلا رہا تھا۔ اور ایک مہینہ کسی پروفیسر کی جگہ عبوری طور پر آیا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کی اور سارہ کی چھے مہینے بعد شادی تھی اور یہ سن کر یسریٰ کو بہت خوشی ہوئی تھی۔

وہ کلاس میں آئی تو حازم ہمیشہ کی طرح بالکل آخری نشست پر بیٹھا تھا۔ اور اس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔ اس کو اپنا وہم سمجھ کر یسریٰ نے آج کے لیکچر پر دھیان دیا تھا۔ وقت کی قلت کے باعث اس نے نیا پڑھانے کے بجائے کلاس سے پرانا کچھ سننے کا مطالبہ کیا تھا۔ پوری کلاس نے بہت شور مچایا تھا مگر وہ اپنے بات سے ٹس سے مس نا ہوئی تھی۔

اور سرپرائز ٹیسٹ لے کر اس نے انہیں اس کے مارکس سیشنل میں شامل کرنے کا کہا تھا۔ حالانکہ امتحانات کے بعد پہلی کلاس تھی اور آدھے بچے چھٹی پر تھے۔ وہ ابھی کلاس سے نکلنے ہی والی تھی کہ حازم کی آواز پر اسے رکنا پڑا۔

میم میں نے سنا ہے آپ کی شادی ہو رہی ہے "پوری کلاس کے سامنے یہ" موضوع چھیڑنے پر یسریٰ کے ہاتھوں اس کا قتل واجب ہونا طے تھا۔ مگر اس نے قدرے سرد لہجے میں جواب دیا تھا۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

میرا نہیں خیال کہ اس قسم کا ذاتی سوال آپ کو بھرے مجمع میں پوچھنا چاہیے"

حازم مہتاب "مگر حازم پر اثر ہو جاتا تو کیا ہی بات تھی۔

نہیں میں تو اس لیے پوچھ رہا تھا آپ ہمیں اپنی شادی میں بلائیں گی۔ "اس" نے جیسے پوری کلاس کی ترجمانی کی تھی۔ وہ بس یسریٰ کے غصے کو ہوا دینا چاہ رہا تھا۔ ابھی آتے ہوئے اسے ولید کے ساتھ بات کرتے دیکھ کر جو جلن کا احساس ہوا تھا اس کے بعد تھوڑا تنگ کرنا تو اس کا بھی بنتا تھا۔ مگر اس کے اگلے جواب پر وہ پوری کلاس کی نظروں کی زد میں آیا تھا۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

آپ میری خالہ کے بیٹے ہی حازم کوئی آئے یا نا آئے آپ ضرور آیئے گا شادی" میں جب بھی ہوگی۔ "ساری کلاس کے یوں دیکھنے پر وہ کھسیا گیا تھا۔ جبکہ کھسیا تو وہ سب بھی گئے تھے جنہیں نہیں پتا تھا کہ وہ دونوں کزنز ہیں اور وہ بہت

دھڑلے سے یسریٰ کو حازم کے سامنے چڑیل کہ جاتے تھے۔ حازم نے اس اثر کو زائل کرنے کے لیے شرارتی انداز میں کہا تھا۔

میم میری فکر نا کریں میرے بغیر تو آپ کی شادی ہو ہی نہیں سکتی۔ "اور اس" کی اس بات سے زیادہ حازم کی آنکھوں کے تاثرات نے یسریٰ کو جھینپنے پر مجبور کیا تھا۔ وہ کانوں تک لال ہوئی تھی۔ اس کو اس الجھن سے فائقہ کی آواز نے نکالا تھا۔

میم آپ کی شادی کس سے ہو رہی ہے۔ "اس نے ایک کٹیلی نظر حازم پر ڈالی" تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

فائقہ جب مجھے کوئی مل جائے گا اس لائق کہ اس سے شادی کی جا سکے تو سب" سے پہلا کارڈ آپ کو بھیجوں گی۔ "قدرے تلملاتے انداز میں اس نے فائقہ کو جواب" دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی وہ قدرے روکھے لہجے میں بولی تھی

"میرا نہیں خیال کہ میری شادی سے آپ میں سے کسی کا بھی کوئی تعلق ہے۔

کنکھیوں سے حازم کو دیکھا تھا۔ جو چہرے پر ہنوز محظوظ مسکراہٹ لیے تھا۔ "اور

"آئندہ کلاس میں پڑھائی کے علاوہ کوئی اور بات زیر بحث نہیں لائی جائے گی۔

ساری کلاس نے کچھ شرمندگی اور ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔ ان کے دیے گئے

لقب پر پورا اترتی تھی وہ۔

اور اب وہ اپنی چیزیں سمیٹتی وہاں سے نکلتی جا رہی تھی۔ پیچھے پوری کلاس نے

حازم کو پکڑ کر اس کی کلاس لی تھی کہ اس نے اتنی بڑی بات چھپائی۔ وہ ان سب

سے بچتا بچاتا کلاس سے نکلا تھا اسے یسریٰ سے بات کرنی تھی۔ سر زمان کو کلاس

میں جاتے دیکھ کر اس نے سکھ کا سانس لیا اور ان کے کیبن کی جانب بڑھا تھا۔

جہاں یسریٰ کا پایا جانا یقینی تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

آج پہلی مرتبہ یسریٰ نے اس حازم کو دیکھا تھا جو حقیقتاً سب ٹیچرز کے ناک میں دم کرتا تھا۔ مگر یسریٰ کے جوابات نے پوری کلاس کو کھلکھلانے پر مجبور کر دیا تھا۔

سر زمان کے آفس میں یسریٰ کے ساتھ ولی کو دیکھ کر حازم کا پارہ چڑھا تھا۔ ولی سے مل کر وہ بغیر یسریٰ سے بات کیے ہی کمرے سے نکل آیا تھا۔

وہ یہاں آئی تھی تو سر زمان کے ساتھ ولی کو بیٹھا دیکھ کر اسے خوشی ہوئی۔ وہ سارہ کا نمبر لینا چاہتی تھی۔ گزرے سالوں میں کسی بھی کلاس فیلو سے اس کا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ سر زمان اپنا لیکچر لینے گئے ہی تھے کہ وہ دستک دے کر اندر آیا تھا۔ ولی کو اپنے ڈیفنس کی صورت بیٹھا دیکھ کر ایک انجانی مسکراہٹ نے یسریٰ کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔ اور اس مسکراہٹ نے حازم کا دل جلایا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس لڑکے نے ابھی تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑا۔ "اس کے جاتے ہی ولی نے" محظوظ انداز میں اسے چھیڑا تھا اور یسریٰ جھینپ گئی۔ "ایسی کوئی بات نہیں ہے " اسے کام تھا شاید کوئی۔

ولی اس کے جھینپنے پر ہنس دیا۔ "تم بتانا نہیں چاہتی وہ الگ بات ہے مگر سچ کہہ رہا ہوں جیسے یہ مجھے دیکھ کر گیا دعا کرو تمہاری دوست وقت سے پہلے بیوہ نا ہو جائے"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اپنے سامنے لیپ ٹاپ کھولتے ہوئے یسریٰ نے انجانے میں ہی اس کی طرفداری کی تھی۔ "بکواس نہیں کرو ولی اب اتنا بھی خونخوار نہیں ہے وہ "جبکہ ولی اب بھی ہنس دیا تھا۔ اسے یسریٰ کا ردعمل مزہ دے رہا تھا۔

ویسے ایک بات ہے تمہارے نام کا مطلب آسانی ہے۔ اور بس تمہارے نام کا ہی "مطلب آسانی ہے

اس کا لہجہ جتاتا ہوا تھا۔ یسریٰ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

ورنہ تم بہت مشکل لڑکی ہو۔ اور تم نے اس بے چارے کو بہت مشکل میں " ڈال رکھا ہے۔ "اس کے زور دینے پر یسریٰ اب اپنا قہقہہ نہیں روک پائی تھی۔

اور اسی وقت حازم پھر سے داخل ہوا تھا۔ان کو دیکھ کر اس کا انداز سپاٹ ہوا تھا۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

ولی اور یسریٰ نے چونک کر اسے دیکھا تھا جو بظاہر تو پر سکون تھا مگر اس کے اطوار اس کی جھنجھلاہٹ ظاہر کر رہے تھے۔ "سر آپ کو ڈین سر ڈھونڈ رہے ہیں اور میم مجھے پریزینٹیشن بنانے میں اپ کی مدد چاہیے آپ میرے ساتھ لائبریری چلیں گی؟ "ولید سے سپاٹ لہجے میں کہہ وہ یسریٰ سے مخاطب ہوا تھا۔

یسریٰ نے نفی میں سر ہلا کر اپنا لیپ ٹاپ اور کچھ پیپرز حازم کو پکڑائے تھے۔

میری گاڑی سروس کے لیے جائے گی۔ یہ سب اپنی گاڑی میں رکھنا میں دس" منٹ میں آ رہی ہوں "اس کے آج کے لیے سارے لیکچرز ختم ہو چکے تھے۔ اور حازم کا بھی کوئی ارادہ نہیں تھا پڑھنے کا اب وہ گھر جا سکتے تھے۔ ولی پہلے ہی یسریٰ کو محظوظ مسکراہٹ سے نوازتا ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر جا چکا تھا۔

وہ پریزینٹیشن۔۔ "حازم کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی یسریٰ نے اسے ہاتھ" کے اشارے سے روکا تھا۔ "میرے ساتھ زیادہ نوٹنکی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ باتیں اس سے کرو جو تمہیں جانتا نا ہو۔ جو بات ہے گاڑی میں ہو گی۔ جاؤ اب یہاں سے "قدرے روکھے لہجے میں کہہ کر وہ باتھروم کی جانب بڑھی تھی۔ جبکہ حازم مطمئن مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے نکل تھا۔ بقول یسریٰ کے وہ مطمئن ڈھیٹ انسان تھا۔

visit for more novels: www.urdunovelbank.com

گاڑی میں بیٹھ کر وہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ کچھ دنوں سے اس کے رویے میں کافی تبدیلی آئی تھی۔ کٹی کٹی وہ اب بھی تھی مگر اس کی باتوں سے اپنائیت چھلکنے لگی تھی۔ جیسے ان کے درمیان دوستی واپس آ رہی تھی۔ اور وہ بہت مطمئن تھا۔

اسے اب یسریٰ سے کوئی بات نہیں کرنی تھی۔ تین دن پہلے وہ اپنے دل کی تمام بھڑاس نکال چکا تھا۔ وہ جانتا تھا یسریٰ کو تکلیف ہوئی تھی اس کی باتوں سے مگر وہ ضروری تھا۔ اسے اب یسریٰ کو اپنا احساس دلانا تھا۔ تاکہ وہ سمجھ سکے کہ اس کی زندگی میں حازم کی وہی اہمیت ہے جو حازم کی زندگی میں یسریٰ کی ہے۔

Visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اور اس وقت وہ بس اسے ولی کے پاس سے اٹھانا چاہتا تھا۔ اسے یسریٰ کا اپنے علاوہ کسی سے ایسے بات کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ اور یہ بات وہ بھی جان گئی تھی تبھی تو بغیر کوئی دوسری بات کیے اس کے ساتھ آنے پر راضی ہوئی تھی۔

وہ یونیورسٹی سے گھر پہنچی تو خالہ اور خالو کو وہاں پایا تھا ساتھ میں حوریہ بھی تھی جس کے دانت آج اندر ہی نا جا رہے تھے۔

اس نے انزلہ کو سلام کر کے مہتاب سے سر پر ہاتھ پھروایا تھا۔ پھر ماں کے پاس کچن میں جا کر سارا اہتمام کرتے اس نے سلویٰ کو ڈرائنگ روم میں واپس بھیجا تھا۔ دل کی حالت عجیب تھی۔

ایک طرف حازم کی بے رخی اور دوسری طرف یوں خالہ اور خالو کا آنا۔ اس سے کچھ بن نا پڑا تو حوریہ سے پوچھ بیٹھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"خالو کیوں آئے ہیں؟"

بابا انکل سے معذرت کرنا چاہتے تھے کسی بات پر "حوریہ کے گول مول جواب پر"

وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

اور ان کے جاتے جاتے بھی کوئی قابل گرفت بات نا ہونے پر وہ مطمئن ہو گئی تھی۔ مگر کہیں دل کے اندر کسی بے چینی نے سر اٹھایا تھا۔ رات کے کھانے کے بعد بابا نے اسے چائے لے کر اپنے کمرے میں آنے کا کہا تھا سلویٰ جان بوجھ کر ادھر اُدھر ہو گئی تھیں۔

کچھ دیر میں قاسم صاحب نے چائے کی چسکی لیتے اپنی بیٹی کا بے چین چہرہ دیکھا تھا۔

"تمہاری زندگی جو یوں ہوا میں معلق ہے اس کا قصوروار میں ہوں یسریٰ اس کی سزا تم حازم کو نہیں دے سکتیں" انزلہ اور مہتاب نے بہت مان سے اس کا رشتہ مانگتے ہوئے حازم کے خدشات بتائے تھے اور کہا تھا کہ یسریٰ کو کسی بھی صورت منایا جائے۔ حازم آخری فیصلہ یسریٰ کا چاہتا تھا اور وہ لوگ یسریٰ کا فیصلہ حازم کے حق میں چاہتے تھے اور سلویٰ سمیت سب کو لگتا تھا کہ یسریٰ کا فیصلہ

صرف قاسم صاحب بدل سکتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اس وقت یسریٰ ان کے سامنے موجود تھی۔

ان کے اتنے صاف لفظوں میں بات کرنے پر وہ شدید حیران ہوئی تھی۔ "میں نے کیا کہا ہے بابا اسے "اس نے کمزور لہجے میں کہا تھا۔ اور اٹھ کر ان کی وہیل چیئر کے سامنے اکڑوں بیٹھ کر سر اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔ "تم اس سے شادی نہیں کرنا چاہتیں نا۔"

اچھا تو اب میرے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی جا رہی ہے۔ وہ سوچ کر رہ گئی۔حازم کے لیے اس کی بدگمانیاں عروج پر تھیں۔ "ایسا کچھ نہیں ہے بابا اس نے اپنے لہجے کو مضبوط بنانے کی کوشش کرتے قاسم صاحب کے ہاتھ کو ہاتھوں میں لیتے کہا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

ایسا ہی ہے یسریٰ۔۔ "کچھ دیر رک کر انہوں نے بات وہیں سے جوڑی۔ "تمہاری زندگی کے تمام فیصلے اب تک میں کرتا آیا ہوں۔ اور مجھے لگتا ہے کہ میں ان تمام فیصلوں میں ناکام ہی رہا ہوں۔"

یسریٰ نے بے یقینی سے باپ کی بات سنی تھی۔ اسے حازم پر غصہ آیا تھا جس کی وجہ سے آج اس کا باپ یوں خود کو قصوروار گردان رہا تھا۔ اس نے کچھ نمی اندر اتار کر کچھ دیر توقف کے بعد ایک پر عزم مسکراہٹ کے ساتھ باپ کو مخاطب کیا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"بابا آپ نے میری زندگی کے تمام فیصلے بہترین لیے ہیں۔ اور اس بارات کو واپس بھیجنے کا فیصلہ ان سب میں سر فہرست ہے۔"

قاسم علوی کی زبان گنگ ہوئی تھی۔ انہیں نہیں معلوم کہ ان کی بیٹی ان کے بارے میں یہ سوچتی ہے۔ انہیں ہمیشہ لگا تھا کہ وہ اس فیصلے پر ان سے شاکی ہوگی۔ مگر۔۔ وہ اب بھی کہہ رہی تھی۔

آپ نے مجھے اس وقت بتایا تھا کہ میری قیمت وہ ایک گاڑی نہیں ہے۔ "اس" نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو اندر اتارا تھا۔

لوگوں کے طعنوں اور اپنی عزت کی آڑ لے کر جو لوگ اپنی جوان بچیاں زندہ درگور" کرتے ہیں آپ ان سب سے الگ صف میں کھڑے ہو کر میرے لیے لڑے تھے اس وقت اور اب تک لڑ رہے ہیں۔ آپ کو پتا ہے اس نے مجھے کیا احساس دلایا۔"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کے حلق میں کچھ اٹکا تھا۔ وہ تمام جزبات جو پچھلے تین سال سے وہ اپنے اندر دبائے ہوئے تھی۔ ایک انسو لڑھک کر گال پر بہا تھا۔ قاسم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے دلاسا دینے کی کوشش کی تھی۔ جبکہ اس نے اپنی بات کو وہیں سے جوڑا۔

"یہی کہ میں انمول ہوں۔آپ کے کاندھوں پر پڑا کوئی بوجھ نہیں ہوں جسے آپ مجبوری میں ڈھو رہے ہیں۔ بلکہ آپ کا مان ہوں۔آپ نے مجھے اس بھرے مجمعے میں سینے سے لگا کر تحفظ کا احساس دلایا تھا۔اس سے بڑا احسان تو آپ کچھ کر ہی نہیں سکتے میرے اوپر۔"

سر اٹھا کر ان کی آنکھوں میں دیکھتے اب وہ بہت محبت سے کہہ رہی تھی۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

آج میں آپ کو بتاوں کہ آپ ایک بہترین باپ ہیں۔ اور میں تو شاید آپ کی"

"بہترین بیٹی بننے کی تگ و دو میں ہی زندگی گزار دوں گی۔

اس کا نمناک لہجہ قاسم کو کسی اعلی مقام پر لے گیا تھا۔ قاسم نے مسکرا کر اپنی لاڈلی کو دیکھا تھا۔ وہ ان کی اکلوتی اولاد تھی اور وہ آج اسے بتا نہیں پائے تھے کہ وہ ان کی بہترین بیٹی ہے۔

اس نے دوبارہ کہا تھا۔ "آپ مجھے جس سے شادی کرنے کا کہیں گے میں کر لوں گی۔ "یہ کہتے اس کے دل کی حالت عجب تھی۔ شاید خالہ خالو اس کی مرضی کے بغیر آئے تھے۔ یا اس نے انکار کرنے کے لیے یسریٰ کی ناپسندیدگی کا سہارا لیا تھا۔

آنسوؤں کو اندر اتارتے وہ قدرے غیر سنجیدگی سے قاسم صاحب کو دیکھ کر بولی تھی

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

اور ویسے بھی وہ کہتا ہے کہ آپ کے کہنے پر میں نے اس توری کے منہ جیسے" شخص سے نکاح کر لیا تھا۔ تو اس کی شکل تو اس سے بہت اچھی ہے۔ "نم انکھوں سے ہنستی وہ قاسم صاحب کے دل میں موجود کئی خدشات کو بے معنی کر گئی۔

اس کی آخری بات پر قاسم کھل کر ہنسے تھے۔ اور پچھلے تین سال میں اس نے اپنے باپ کے چہرے پر اتنی آسودگی نہیں دیکھی تھی۔ تبھی آگے کے انجام سے نظریں چراتے اس نے ہاں کر دی تھی۔ معلوم نہیں اب حازم کا کیا ردعمل آتا مگر اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب اپنی وجہ سے اپنے باپ کو تکلیف میں مبتلا نہیں کرے گی۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

آج ہفتے کی آخری کلاس تھی اور اس نے طلبہ کی پریزینٹیشن لینی تھی۔ وہ کلاس میں داخل ہوئی تو ساری کلاس ایک بڑی سے میز کے ارد گرد بیٹھی تھی۔ وہ میز انہوں نے کیمسٹری لیب سے اٹھائی تھی جہاں کا فرنیچر تبدیل ہو رہا تھا۔

وہ حیران ہوتی اندر داخل ہوئی تھی۔ "آپ لوگوں کا پڑھائی کا کوئی ارادہ نہیں لگ رہا مجھے "اس کے لہجے میں حیرت واضح تھی۔ سب سے پہلے امان بولا تھا۔ "میم آج ہم سب کھیل رہے ہیں اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھیلیں گی۔"اس کے ہاتھ میں ایک خالی بوتل تھی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس نے الجھن آمیز نظروں سے پوری کلاس کو دیکھا تھا۔ جن چار بچوں کی پریزینٹیشن تھی وہ وہاں نظر ہی نہیں آ رہے تھے۔ اس نے سمجھ کر سر جھٹکا۔ انہیں پہلے ہی بھگایا جا چکا تھا۔

زیادہ کچھ پڑھانے کو تھا بھی نہیں اسی لیے وہ منہ بناتے اپنا بیگ وہیں میز پر رکھ کر ایک خالی کرسی پر ٹک گئی۔

"یہ سب تم لوگ سر زمان سے کرواؤ تو پتا چلے۔"

اس کی بات پر سب ہی کا قہقہہ گونجا تھا۔

آپ کو ابھی ہمارے ہنر کا پتا نہیں ہے میم ہم سر زمان سے کیا کیا کروا چکے ہیں۔ "اس اپنے بہت قریب سے حازم کی آواز آئی تھی جو اس کے برابر والی کرسی پر آکر بیٹھا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

وہ اسے پہلے کہیں نظر نہیں آیا تھا۔ شاید اب کلاس میں آیا تھا۔ اسے تنبیہی نگاہوں سے دیکھ کر اس نے کھیل شروع کرنے کا عندیہ دیا تھا۔ امان کے ہاتھ سے فراز نے بوتل لے کر اس میز پر گھمائی تھی۔ جو حازم پر رکی تھی۔ ٹروتھ یا ڈیئر

میں سے اس نے سچ کا چناؤ کیا تھا جس پر امان نے شرارتی نظروں سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

حازم تم بتاؤ۔ محبت کیا ہے۔ "اس کی نظروں کا مطلب یسریٰ کو خوب سمجھ آ رہا" تھا اور وہ اندر ہی اندر بل کھا رہی تھی جب حازم کی آواز پر اس نے حیرت سے مڑ کر اسے دیکھا۔

"محبت ہرا رنگ ہے۔"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس نے بہت جذب کے عالم میں کہا تھا مگر اپنے پاؤں پر یسریٰ کی ہیل کا وزن برداشت کرتے وہ بلبلا اٹھا تھا۔

اس نے غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اس کی جانب دیکھا تھا جو ہرے رنگ میں ملبوس اپنے دوسری جانب موجود فائقہ سے کچھ کہہ رہی تھی جس نے گاون کے اوپر ہرے رنگ کا سٹالر باندھ رکھا تھا۔

اس نے اپنے بالکل سامنے بیٹھی ارم کو دیکھا جو اپنا ہرا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔ اس کے دائیں جانب بیٹھی نمرہ نے جو سوٹ پہنا ہوا تھا اس میں بھی ہرا رنگ نمایاں تھا۔

وہ خجل سا ہو گیا۔ آج کم و بیش تمام ہی لڑکیوں کے لباس میں ہرا رنگ چھایا ہوا تھا۔ جو وہ لوگ آج پہلے سے طے کر کے پہن کر آئے تھے۔ جبکہ یسریٰ نے اتفاقاً ہی یہ رنگ پہنا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کے اس جواب پر ارم نے اس پر لعنت بھیج کر فراز سے بوتل گھمانے کا کہا تھا۔

فائقہ جو یسریٰ کی بات سن رہی تھی اس نے بے توجہی سے حازم کو ہرا رنگ کہتے سنا تھا پھر ایک نظر تمام لڑکیوں پر ڈال وہ مزاحیہ لہجے میں گویا ہوئی۔ "تم نا ٹھرکی ہی رہنا ساری زندگی حازم۔"

اس کے اس تبصرے پر وہاں موجود سب کا چھت پھاڑ قہقہہ بلند ہوا تھا۔ یسریٰ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آئی۔ وہ جانتی تھی اس نے ہرا رنگ کیوں بولا تھا۔ کیونکہ ہرا رنگ یسریٰ کا پسندیدہ تھا۔ مگر حازم کی قسمت خراب ہی تھی کہ آج وہ اپنی کلاس کی تمام لڑکیوں کی باتوں کا نشانہ بن گیا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اپنی بات کو سنبھالنے کے لیے وہ بے تکا ہانکا تھا۔ "یار تم لوگ اپنے اوپر کیوں لے کر جا رہی ہو۔ میں نے ہرا رنگ محبت کا اس لیے کہا ہے کہ میں ایک محب وطن پاکستانی ہوں۔ اور مجھے میرے پرچم کا رنگ سب سے زیادہ پسند ہے۔ "اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر جیسے اپنی بات پوری کر کے امن کا اشارہ دیا تھا۔

ارم نے اس کی بات پر ہاتھ کی انگلیاں کھولتے بند کرتے بلا بلا بلا کا اشارہ کیا تھا جب کہ امان نے بوتل اپنے ہاتھ میں لی۔ مگر وہ حازم نے اچک لی۔ "میں گھماؤں گا۔"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اور اب کہ بوتل یسریٰ پر آکر رکی تھی۔ اور اس سے سوال فائقہ نے پوچھا تھا۔

میم محبت کا ٹاپک چل رہا ہے تو آپ بتائیں آپ نے کبھی محبت کی ہے ؟ "اس کے سوال پر یسریٰ سٹپٹائی تھی۔ حازم کی موجودگی میں وہ کبھی اس سوال کا جواب

نہیں دے سکتی تھی۔ مگر اس نے ایک نظر تمام کلاس پر ڈال کر آخر میں حازم کو دیکھا تھا۔ وہ ہمہ تن گوش تھا جیسے یسریٰ کے جواب پر اس کی زندگی ٹکی ہو۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ نے جگہ بنائی۔

میرا نہیں خیال اس دنیا میں کوئی بھی انسان محبت کے بغیر رہ سکتا ہے۔ "اس" نے ذرا رک کر ان سب پر ایک نظر ڈالی تھی۔ پھر اپنے گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اللہ تعالیٰ نے انسان کو محبت کی مٹی سے گوندھا ہے تو میرا نہیں خیال کہ کوئی" بھی اس زندگی میں محبت سے بچ سکتا ہے۔ یہ تو بس ترجیحات کی بات ہوتی ہے کہ آپ کس سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ "اس نے گھما پھرا کر بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر ارم نے اسے پہلے ہی ٹوک دیا۔

نہیں۔ میم یہ والی محبت نہیں۔ "اس کے اجلت میں کہنے پر وہ اب کھل کر مسکرائی تھی۔ کیونکہ اس کے جواب پر حازم بھی بدمزہ ہوا تھا۔ اور یہ بات اس کے چہرے پر رقم تھی۔اب کے اس نے حازم کو اس کی پسند کا جواب دیا تھا۔

میرے لیے محبت دوستی ہے۔ محبت عزت ہے۔ اگر آپ کسی کے دوست ہیں" اور ایک دوسرے کی عزت کر سکتے ہیں تو میرے خیال سے آپ کے بیچ محبت کی جگہ بن ہی جاتی ہے۔"

یہ الفاظ کہتے اس نے کنکھیوں سے حازم کو دیکھا تھا۔ جس کے چہرے پر حیران کن تاثرات تھے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

کلاس کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی "میں چلتی ہوں۔ آپ لوگ اپنا کھیل جاری رکھیں "کلاس سے نکل کر سر زمان کے آفس تک آتے اسے اپنے فون کی آواز آئی تھی جہاں حازم کا پیغام جگمگا رہا تھا۔

بہت مشکل کر رہی ہو میرے لیے۔ ہو سکتا ہے اب میں اپنی ڈگری پوری ہونے "کا بھی انتظار نا کروں۔"

اس کا پیغام پڑھ کر اس نے آج اس لڑکے سے دو ٹوک بات کرنے کی ٹھانی تھی۔ آخر اس لڑکے کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔ اس کی زندگی میں سکون کا کوئی لمحہ آنے بھی دے گا یا نہیں۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

پرسوں انزلہ اور مہتاب کے جانے کے بعد سے اب تک ان کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ اسے لگا تھا کہ اس کا اقرار حازم تک پہنچا ہی نہیں مگر یہ میسنا لڑکا اس

کی زندگی عذاب بنانے پر تلا تھا۔ کیا پہلے یہ محبت کی دلدل اس کے لیے بہت نہیں تھی۔

وہ الٹے پاؤں ان کی کلاس کی جانب گئی تھی۔ سر زمان ان کی کلاس میں تھے۔ اور اسے آج پتا چل ہی گیا تھا کہ حازم کو ہمیشہ کیسے سر زمان کی غیر موجودگی کا پتا چلتا تھا۔ وہ ہمیشہ ان کا لیکچر چھوڑ کر اس سے ملنے آتا تھا۔

وہ اس میز کو کلاس کا حصہ بنانے پر تمام لڑکوں کو ڈانٹ رہے تھے۔ حازم بالکل ان کے برابر میں کھڑا ان کی ڈانٹ بہت ہی دلجمعی سے سن رہا تھا۔ یسریٰ کو اس کی ڈھٹائی پر رشک آیا۔

تین لڑکے اب وہ میز اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ انہیں جگہ دیتے اس نے ذرا خجل مسکراہٹ کے ساتھ سر زمان کو سلام کیا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اسے دیکھتے ہی وہ بھی مسکرائے تھے۔ وہ ان کی ہونہار طالبہ تھی اور اب انہی کے پیشے سے منسلک تھی۔ اور وہ حازم اور اس کا رشتہ بھی جانتے تھے تبھی بولے۔

یسریٰ حازم کو سمجھاؤ بیٹا اس نے اس سیمسٹر ایک بھی کلاس ڈھنگ سے نہیں" لی ہے۔ "اور چونکہ وہ ان کی کلاس میں اس کی مصروفیت جانتی تھی بس سر ہلا گئی۔

سر حازم کو بھیج دیں ان کے گھر سے کال آئی ہے ایمرجنسی ہے۔ "اپنے آئڈیل" ٹیچر کے سامنے جھوٹ بولنے پر اس نے ہزار بار خود کو ملامت کی تھی۔ مگر ابھی اس کی زندگی کا معاملہ تھا۔

visit for more novels
www.urdunovelbank.com

کوئی پرابلم ہے یسریٰ "سر زمان کے فکرمندی سے پوچھنے پر وہ زبردستی مسکرا" دی۔ "نتھنگ سیریس سر "انہیں مطمئن کر کے وہ باہر آئی تھی۔ اور چند لمحوں بعد وہ بھی اس کے پیچھے آ گیا تھا۔ ایک نظر اسے دیکھتے وہ آگے چلنے لگی تھی۔ اور وہ

بھی کسی فرمانبردار بچے کی طرح سر جھکائے اس کی معیت میں آگے بڑھا تھا۔ حازم کی گاڑی کے پاس پہنچ کر اس نے مصنوعی سختی سے اندر بیٹھنے کا کہا تھا۔

یونیورسٹی سے باہر نکلتے ایک جگہ گاڑی رکوا کر وہ نیچے اتر آئی تھی قریب ہی ڈھلان کی صورت آم کا باغ تھا۔ جہاں کے آم ابھی کیری میں بھی تبدیل نہیں ہوئے تھے۔ اس کا موسم آنے میں ابھی وقت تھا مگر وہ سبزہ آنکھوں کو بھلا لگ رہا تھا۔ اور وہ تو ویسے بھی سبزے کی دیوانی تھی۔ اس کے گھر کے رستے میں ایسے کئی باغات آتے تھے۔ وہ اس باغ میں اتر گئی۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

شہری ترقی کے باعث اب ملتان میں آم کے باغات میں پچاس فیصد کمی آئی تھی مگر اب بھی شہر کے نواحی علاقوں میں کچھ جگہیں ایسی تھیں جہاں یہ باغات کثرت سے موجود تھے۔

حازم بھی گاڑی کھڑی کرتے اس کے پیچھے وہیں آگیا تھا۔

مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ "سرد آنکھوں سے اسے گھورتے اس کی آواز میں" بھی بلا کی سختی تھی۔ حازم نے خوفزدہ نظر آنے کی کوشش میں دو قدم پیچھے لیے تھے۔ مگر اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

یسریٰ نے بیزاری سے سر جھٹکا۔ "تم سے سنجیدگی کی توقع کرنا ہی فضول ہے "اس کا کھویا ہوا غصہ پھر عود آیا تھا۔

اب کے حازم نے کچھ سنجیدہ ہوتے ہوئے نرم نظروں سے یسریٰ کو دیکھا تھا۔

تمہیں کیا چیز پریشان کر رہی ہے؟ "یسریٰ اس کا منہ تک کر رہ گئی۔ یہی حازم تھا" جو پچھلے ایک ہفتے سے اسے بے رخی کی مار مار رہا تھا۔ اور اب۔

تم کیوں کر رہے ہو یوں میرے ساتھ۔ "اس کے انداز سے عجیب بے بسی" چھلکی تھی جو حازم کو اندر تک جھنجھوڑ گئی تھی۔ اس نے یسری کے بالکل سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اپنے پاؤں کے نیچے موجود گھاس پر نظر ٹکا کر کہا تھا۔

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات تو نہیں ہے کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اور" "اب تو بابا اور ماما بھی قاسم انکل سے بات کر چکے ہیں سب ہی راضی ہیں

یسریٰ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔ اسے پہلے دن سے ہی یہ بات کھٹک رہی تھی۔ یہ لڑکا سارے جہان سے کہہ سکتا ہے سوائے اس کے۔ اور یہی بات وہ زبان تک لے آئی تھی۔

ہاں سارے خاندان کو بتا سکتے ہو تم یہ بات سوائے میرے۔ پورے خاندان کی" "رضامندی لے سکتے ہو سوائے میرے۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اس کے بے بسی بھرے غصے پر حازم کو اچھنبا ہوا تھا مگر اس کے الفاظ نے جیسے ساری گرہیں کھول کر رکھ دیں۔ اس سارے عرصے میں وہ پہلی بار دل سے مسکرایا تھا۔ مگر سنجیدگی میں اب بھی کمی نہیں آئی تھی۔ سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے بہت پیار سے پوچھا تھا۔

کیا اس بات کا غصہ ہے کہ میں نے تم سے اظہار محبت نہیں کیا۔ "اس کا" انداز جان لیوا تھا۔ یسریٰ کی سانس سینے میں اٹکی۔ مگر غصہ ابھی بھی حاوی تھا تبھی تو اپنے اندر سر اٹھاتے احساسات کو دباتے اس نے کھردرے لہجے میں کہا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

تم ہی تھے نا جس نے ایک ہفتہ پہلے مجھ سے پہلی بار محبت کا اعتراف کرتے" ہوئے کہا تھا کہ اب وہ محبت ختم ہو گئی ہے۔ تو اب اس سب تماشے کا کیا فائدہ ہے۔ "حازم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔ اس کے ہرے رنگ کے سوٹ پر

نگاہ کرتے اس نے اس پاس موجود درختوں کو بھی دیکھا تھا۔ وہ سب قدرت کے ایک ہی فریم کا حصہ لگے۔ وہ جتنے غصے میں تھی حازم اتنا ہی تحمل کا شکار تھا۔ اس کے دل میں پڑی گرہیں کھولنے کے لیے حازم کو تحمل کا ہی مظاہرہ کرنا تھا۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔ "بڑی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس نے" یسریٰ کے چہرے کے آتے جاتے رنگ دیکھے تھے۔

میں تو بس دیکھنا چاہتا تھا کہ تمہیں فرق پڑتا ہے کہ نہیں۔ "حازم کے انداز پر اس کے دل کی گرہیں واقعی کھل رہی تھیں۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

کوئی فرق نہیں پڑتا۔ "کچھ خجل ہوتے اس نے بے اختیار ہی نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا تھا۔

اور میں تمہیں بتاؤں۔ تمہیں فرق پڑتا ہے۔ تمہارے چہرے پر لکھا ہوتا ہے کہ تمہیں فرق پڑا ہے۔ "اس کی شرارت عروج پر تھی۔ یسریٰ نے آنکھوں کے گرد جمی عینک اتار کر ہاتھ میں پکڑی۔

اپنی طرف سے باتیں مت کرو۔ "اس کا انداز خفگی سے بھرپور تھا۔ عینک ہٹانے سے اب وہ براہِ راست اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

اچھا تو انکار کر دو۔ "اب کے یسریٰ کے چہرے پر ایک جتاتی ہوئی مسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا۔ ہیل پہننے سے وہ بالکل حازم کے برابر کی لگ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

میں نے انکار کیا تو پھر سے بستر پکڑ لو گے۔ "اپنے نکاح پر اسکی بیماری کا حوالہ دیتے اس نے چوٹ کی تھی۔ اور حازم بغیر برا مانے سر خم کر گیا تھا۔ یسریٰ کی باتوں کا اسے برا لگ ہی نہیں سکتا تھا۔

مہربانی آپ کی۔۔ "اس نے سیدھا ہو کر یسریٰ کو دیکھنا چاہا تھا جو اس کے ایک طرف سے نکل کر اب ایک درخت کی قدرے نیچے آئی ٹہنی توڑ رہی تھی۔

ان دونوں کے بیچ گھنگھور خاموشی تھی جسے حازم ہی کی لہکتی ہوئی آواز نے توڑا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

"لیکن ایک کام میں ابھی بھی کرنا چاہتا ہوں۔"

کیا۔ "اس کے اچھنبے سے پوچھنے پر وہ دو ٹوک انداز میں تین لفظی جواب دے گیا۔

محبت کا اظہار۔۔۔ "یسریٰ نے حیا سے پلکیں جھپکائی تھیں۔ پھر رخ موڑ کر انکار کر گئی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے۔ "اس کے انکار کا پاس رکھتے حازم نے نئی بات کی تھی۔"

اچھا پھر شادی کا پوچھ لیتا ہوں گھٹنوں پر بیٹھ کر۔ "وہ مستقل شوخی پر آمادہ تھا۔"

اس کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ "اب کے حازم کی جانب مڑ کر وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔ جس پر حازم نے لب دانتوں میں دبا کر اپنی مسکراہٹ روکتے کہا تھا۔

"چلو اچھا ایک سوال کا جواب دے دو۔"

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

کیا "اس کی جانب سے پھر کسی بے تکی بات کی توقع کرتے یسریٰ اب ہمہ تن گوش تھی۔

میرے سنگ زندگی بھر کا سفر کرنے کو راضی ہو؟ "اس نے الگ ہی کوئی ترنگ بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔ اور یسریٰ اپنی مسکراہٹ چھپا کر مصنوعی سنجیدگی سے

گویا ہوئی تھی۔ البتہ آنکھیں شرارت سے بھرپور تھیں "اردو والا تو نہیں تمہارے ساتھ صرف انگریزی والا سفر ہو سکتا ہے۔"

اور وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔ ایسا زندگی سے بھرپور قہقہہ جسے آج سے پہلے کسی نے اس انوکھے لڑکے کے چہرے پر نہیں دیکھا تھا۔ اسے یوں ہنستا دیکھ کر یسریٰ کے اندر طمانیت کا احساس جاگا۔ اس کے ہاتھ میں ابھی تک وہ ہری ٹہنی تھی۔

جبکہ وہ ہاتھ اٹھا کر کہہ رہا تھا۔ "چلو چلو مان لیا۔ انگریزی والا سفر ہی سہی۔ لیکن اگر تمہارے ساتھ ہو گا تو میں دل و جان سے راضی ہوں۔" اب کی بار یسریٰ نے بھی اپنے دل کو آزاد ہوتا محسوس کیا تھا۔

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

اسے اندازہ ہوا تھا کہ حازم مہتاب کی سنگت میں زندگی پھر سے خوبصورت لگنے لگے گی۔ وہ دونوں اپنی زندگیوں سے مطمئن تھے۔ وقت نے ان کے بیچ کے فاصلے خود ہی پاٹ دیے تھے۔

ختم شد

visit for more novels:
www.urdunovelbank.com

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

www.facebook.com/groups/NovelBank

انسٹاگرام پر ناول بینک کو فالو کریں

visit for more novels:
www.instagram.com/pdfnovelbank
www.urdunovelbank.com

بہترین اور اچھی اچھی اردو سٹوریز پڑھنے کے لئے یہ یوٹیوب چینل سبسکرائب کریں۔

https://youtube.com/c/OnlineUrduNovel